

اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

چھتیسوال اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 23 اپریل 2021ء بروز جمعۃ المبارک بہ طبق 10 رمضان المبارک 1442 ہجری۔

صفحہ نمبر	مندرجات	نمبر شار
3	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	1
4	ذعاء مغفرت۔	2
5	تجدد لا و نوئز۔	3
20	رخصت کی درخواستیں۔	4
21	تحریک القابنر 2 مجاہب جناب نصر اللہ خان زیرے۔	5
22	قرارداد نمبر 103 مجاہب ملک سکندر خان ایڈوکیٹ۔	6
27	قرارداد نمبر 104 مجاہب جناب اصغر علی ترین۔	7
41	قرارداد نمبر 105 مجاہب جناب ثناء اللہ بلوچ۔	8
69	قرارداد نمبر 106 مجاہب جناب عبد الواحد صدیقی۔	9
69	قرارداد نمبر 107 مجاہب جناب نصر اللہ خان زیرے۔	10

ایوان کے عہدیدار

اپیکر میر عبدالقدوس بن جو
ڈپٹی اپیکر سردار بابرخان موسیٰ خیل

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی -----جناب طاہر شاہ کا کڑ
اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی)۔ جناب عبدالرحمن
چیف رپورٹر -----جناب مقبول احمد شاہ وہانی



بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 23 اپریل 2021ء بروز جمعۃ المبارک بطبق 10 رمضان المبارک 1442 ہجری،
بوقت دو پھر 2 بجکر 10 منٹ پر زیر صدارت میر عبدالقدوس بزنجو، اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی
ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز با قاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

آیاًهُ الَّذِينَ آمَنُوا أَتَقُوا اللَّهَ وَلَا تَنْظُرُنَفْسٌ مَا قَدَّمْتُ لِغَدِيٍّ وَأَتَقُوا اللَّهَ طَإِنَّ اللَّهَ حَبِيبُهُمْ بِمَا
تَعْمَلُونَ ﴿١٨﴾ وَلَا تَكُونُونَا كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ فَانْسَنُهُمْ أَنفُسَهُمْ طُولَئِكَ هُمُ الْفَسِقُونَ ﴿١٩﴾
لَا يَسْتَوِي أَصْحَابُ النَّارِ وَأَصْحَابُ الْجَنَّةِ طَأَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَائِزُونَ ﴿٢٠﴾

﴿پارہ نمبر ۲۸ سورہ الحشر آیات نمبر ۱۸ تا ۲۰﴾

ترجمہ: اے ایمان والوؤرتے رہو اللہ سے اور چاہیے کہ دیکھ لے ہرا یک جی کیا بھیجننا
ہے کل کے واسطے اور ڈرتے رہو اللہ سے بیشک اللہ کو خبر ہے جو تم کرتے ہو۔ اور مت
ہوان جیسے جنہوں نے بھلا دیا اللہ کو پھر اللہ نے بھلا دینے ان کو ان کے جی وہ لوگ وہی
ہیں نافرمان۔ برابر نہیں دوزخ والے اور بہشت والے بہشت والے جو ہیں وہی ہیں
مراد پانے والے۔ صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ۔

جناب اسپیکر: جزاک اللہ۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر صاحب! سرینا ہوٹل میں جو ہشٹر دی کا واقعہ ہوا۔ جس میں ہمارے پانچ بیگناہ، معصوم اور لائق والا چار لوگ اس میں شہید ہوئے اور درجن بھر لوگ اس میں زخمی ہوئے ان کیلئے فاتح خوانی کی جائے۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ۔ جی سردار صاحب۔

سردار عبدالرحمٰن کھمیران (وزیر مکمل خوارک و ہمبوڈ آبادی): شکریہ جناب اسپیکر صاحب! فاتحہ تو کرار ہے ہیں۔ اس سے پہلے میں یا اس کے بعد مجھے پانچ آف آرڈر پر ٹھوڑا سا سریناوالے واقعے کو condemn کرنا چاہتا ہوں۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے انشاء اللہ۔ وہ وقفہ سوالات کے بعد آپ کو دے دیں گے۔
(دعائے مغفرت کی گئی)

جناب اسپیکر: جی سردار صاحب! میرے خیال میں آپ وقفہ سوالات کے بعد کر لیں۔

جناب اسپیکر: وقفہ سوالات جتنے

جناب اسپیکر: ان کے Movers ہیں سارے، ان کو میرے خیال میں اگر انکے سیشن کے لئے، سردار بھوتانی صاحب ادھرنہیں ہیں میرے خیال سے، زیرے صاحب! آپ کے ثناء بلوچ صاحب کے، زابر ریکی صاحب کے سوالات کو ڈیلفر کرتے ہیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! کیا کیا جائے سوالات ہم کرتے ہیں۔ یقیناً حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اپوزیشن کو جواب دے۔

جناب اسپیکر: سردار بھوتانی صاحب! اویسے تو آتے ہیں لیکن یہ پتہ نہیں شاید طبیعت کی ناسازی کی وجہ سے کراچی میں ہیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: کوئی پارلیمانی سیکرٹری صاحب انہوں نے جواب دینا ہے۔ ٹھیک ہے جیسے آپ کی مرضی۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ۔ زیرے صاحب، ثناء بلوچ صاحب، زابر ریکی، میر یونس عزیز زہری صاحب کے سوال نمبر 403 - 352 - 276 - 277 - 204 - 137 - 133 کو انگلے اجلاس کیلئے ڈیلفر کئے

جاتے ہیں۔

جناب نصراللہ خان زیریے: اگر اس تحریک التوا کو آج بحث کیلئے منظور کریں۔ سردار صاحب بھی اس پر بحث کریں۔ جو 21 اپریل کو جو واقعہ ہوا سینا میں اس کو اگر آپ آج ہی رکھ لیں تمام اس پر بحث کریں گے۔

جناب اسپیکر: کوشش کرتے ہیں لیکن ایجنسڈا بہت زیادہ ہے چلو کر لیتے ہیں۔ چونکہ زا بدر یکی صاحب نہیں ہیں لہذا ان کے سوالات جو محکمہ امور حیوانات سے متعلق ہیں کو نہاد دیا جاتا ہے۔ سوال نمبر 414 اور 415 کو نہاد دیا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: توجہ دلاو نوٹس۔

جناب اسپیکر: ملک سکندر خان ایڈو وکیٹ صاحب آپ اپنا توجہ دلاو نوٹس سے متعلق سوال دریافت فرمائیں۔

ملک سکندر خان ایڈو وکیٹ (قائد حزب اختلاف): بہت شکریہ یہ جناب اسپیکر صاحب۔ میں وزیر قانون و پارلیمانی امور کی توجہ ایک اہم مسئلہ کی جانب مبذول کرنا پاہتا ہوں کہ آئین کے آڑکل 230 اور اسمبلی قواعد و انصباط کا رک کے قاعدہ نمبر 175 کے تحت اسلامی نظریاتی کو نسل کی روپورٹ اور سفارشات اسمبلی فلور پر پیش کرنا لازمی ہے۔ جوتا حال دوڑھائی سال تو ہمیں ہوئے ہیں وہ پیش نہیں ہوئے ہیں۔ اس سے قبل بھی شاید لگتا ہے ایسا ہے کہ اس پر کوئی قانون سازی نہیں ہوئی اس لئے پیش نہیں ہوئے ہیں۔ میری گزارش ہوگی جو میں پوچھتا ہوں کہ یہ حکومت کب تک مذکورہ روپورٹ و سفارشات پیش کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ نیز یہ بھی بتایا جائے کہ اب تک جو آئینی تقاضا تھا اور قواعد و ضوابط کے تحت اس کو پیش کرنا لازمی تھا۔ پیش نہ ہونے کی وجہات کیا ہیں؟

جناب اسپیکر: وزیر قانون کا چارچکس کے پاس ہے؟ ہے کوئی جی میڈم ماہ جبین ہمارے بڑے ایکٹیو ممبر ہیں اور پارلیمانی سیکرٹری ہیں۔

جناب اسپیکر: وزیر برائے محکمہ قانون و پارلیمانی امور توجہ دلاو نوٹس کی بابت وضاحت فرمائیں۔

محترمہ ماہ جبین شیران (پارلیمانی سیکرٹری): سر! ان کی ابھی میٹنگ ہونی ہے تو یہاں آپ کے چیمبر میں، آپ کاں کریں گے تو میٹنگ ہوگی۔

قائد حزب اختلاف: جناب اسپیکر صاحب! اگر آپ مجھے اجازت دیں، میں پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ کو اور ہاؤس کے معزز اراکین کے سامنے اس ضرورت کو روکوں گا، بھلے وہ بعد میں اگلے اجلاس میں پیش وہ اس سے متعلق روپورٹ بھی پیش کریں۔ کم از کم میں یہ گزارش کروں گا کہ میں تھوڑا اسی explain بھی کروں گا تاکہ محترمہ جو

پارلیمانی سیکرٹری ہیں اور میرے فاضل جوارا کین ہیں وہ معاملے کو تھوڑا سمجھ سکتیں، بھلے وہ اگلے اجلاس میں پیش کریں۔ صرف ایک چیز سمجھ میں بھی آئے اور اس کا کرنا ضروری ہے۔
جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔ میڈم! پلیز آپ ذرا توجہ دیں۔

قائد حزب اختلاف: جناب! یہ constitution کا آرٹیکل 230 ہے۔ اسلامی نظریاتی کو نسل کے کارہائے منصبی حسب ذیل ہوں گے:-

مجلس شوریٰ جس کو پارلیمنٹ کہتے ہیں اور صوبائی اسمبلیوں سے ایسے ذرائع اور وسائل کی سفارش کرنا جس سے پاکستان کے مسلمانوں کو اپنی زندگیاں انفرادی اور اجتماعی طور پر ہر لحاظ سے اسلام کے ان اصولوں اور تصورات کیم طابق ڈالنے کی ترغیب اور امداد ملے جن کا قرآن پاک اور سنت میں تعین کیا گیا ہے۔ باقی تو جناب اس کے بڑے کلازز ہیں، ایک یہ پہلا (الف) اور دوسرا ہے (د) جناب، وہ میں عرض کروں گا۔ مجلس شوریٰ، پارلیمنٹ اور صوبائی اسمبلیوں کی رہنمائی کیلئے اسلام کے ایسے احکام کی ایک موزوں شکل میں تدوین کرنا جنہیں قانونی طور پر نافذ کئے جاسکتیں۔ قواب یہ جو اسلامی نظریاتی کو نسل ہے ایک ایسا ادارہ ہے جس میں پاکستان کے تمام مکاتب فکر کے لوگ ہیں۔ وہ اپنی سفارشات بناتے ہیں، پارلیمنٹ کو بھی سمجھتے ہیں۔ صوبائی اسمبلیوں کو بھی سمجھتے ہیں۔ اور صوبائی اسمبلی میں آنے کے بعد ان سفارشات کو یہاں ہاؤس میں ٹیبل کیا جاتا ہے۔ معزز زارا کین کیلئے اور انکے مطالعہ کرنے کے بعد اگر وہ مناسب سمجھتے ہیں اسکے طریقہ کار سے متعلق یا قانون سازی سے متعلق یا رہنمائی حاصل کرنے یا رہنمائی دینے کے لئے وہ ایک یہاں اس ہاؤس میں ڈیپیٹ بھی کرتے ہیں اور propose کرتے ہیں۔ گورنمنٹ کو کہ اس پر اس طریقے سے قانون سازی کی جائے۔

جناب اسپیکر: جی۔

قائد حزب اختلاف: میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک آئینی ضرورت ہے اس کو کرنا ہے۔ لازمی ہے میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے اور خاص کر گورنمنٹ پیغمبر سے دست بستہ عرض کروں گا کہ اس قانونی خلاء کو اتنا عرصہ ایسا رکھا گیا جو آج ہمارے معاشرے کی تباہی ہے وہ اس وجہ سے ہے کہ ہم نے ضابطوں اور قاعدوں اور قانون کا مذاق اڑایا تو اس میں عرض کروں گا کہ آئندہ کے سیشن میں اسکو پیش کر دیں۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ ملک صاحب۔

قائد حزب اختلاف: thank you جی۔

جناب اسپیکر: آرٹیکل 230 کے تحت اسلامی نظریاتی کو نسل کی روپورٹ قاعدہ نمبر 175 کے تحت وزیر

قانون نے صوبائی اسمبلی میں پیش کرنا تھا جو تاحال پیش نہیں کی گئی۔ اس سلسلے میں حکومت کوتا کید کی جاتی ہے کہ وہ ان روپوں کو اسمبلی میں پیش کرنے کو یقینی بنائے۔

جناب اسپیکر: ملک نصیر احمد شاہوںی صاحب آپ اپنا توجہ دلاؤ نوٹس سے متعلق سوال دریافت فرمائیں۔

ملک نصیر احمد شاہوںی: جناب اسپیکر صاحب! شکر یہ میرا توجہ دلاؤ نوٹس ہے جس کے متعلق میں نے دریافت کیا ہے کہ ایک تو ہمارے علاقے میں ایک منشیات کی بھرمار ہے۔۔۔

جناب اسپیکر: ایک دفعہ پڑھ لیں اس کو جو آپ نے۔

ملک نصیر احمد شاہوںی: جناب اسپیکر صاحب! میں وزیر داخلہ کی توجہ ایک اہم مسئلے کی جانب مبذول کرواتا ہوں کہ سریاب کے علاقے میں ایک تو منشیات کا استعمال عام ہوتا جا رہا ہے، دو ڈم اسلجہ بردار افراد بھی مذکورہ علاقے میں سرعام گھومتے پھرتے نظر آتے ہیں منشیات کی روک تھام اور اسلجہ بردار افراد کے خلاف حکومت نے اب تک کیا اقدامات کیئے ہیں تفصیل فراہم کی جائے؟

جناب اسپیکر: وزیر براۓ محکمہ داخلہ توجہ دلاؤ نوٹس کی بابت وضاحت فرمائیں۔

میرضیاء اللہ لانگوو (وزیر محکمہ داخلہ و قبانی امور و پی ڈی ایم اے): جناب اسپیکر سال 2020ء اور 2021ء کوئئے پولیس نے کوئئے میں منشیات کے خلاف مختلف کارروائیاں کی ہیں جن میں سریاب کا علاقہ بھی شامل ہے سال 2020-2021ء میں تقریباً ایک سو 42 مقدمات درج کئے گئے ہیں ایک سو 44 ملزمان گرفتار ہوئے ہیں 2021ء میں ایک سو 39 مقدمات درج کیئے جس میں ایک سو 46 ملزمان گرفتار ہوئے ہیں جن میں سے 2020ء میں پولیس نے نو سو 45 کلوگرام چیز 46 کلوگرام افیون اور تین کلوگرام ہیر و نہ براہمد کی جبکہ سال 2021ء میں دو ہزار 28 کلوگرام ہیر و نہ اور 46 کلوگرام افیون براہمد کی گئی اسی طرح پولیس نے سریاب کے علاقے میں مسلح گروہوں کے خلاف بھی کارروائیاں کیں جن میں سال 2020ء میں 85 مقدمات درج کئے گئے اور ان مقدمات میں 85 ملزمان گرفتار ہوئے اور ان میں پانچ کلاشنکوف تین رائفلوں 77 پیشل اور چار سو 28 مختلف اقسام کی گولیاں بھی براہمد کی گئیں اسی طرح سال 2021ء میں ایک سو 86 مقدمات درج ہوئے جن میں ایک سو 89 ملزمان گرفتار ہوئے اور ان سے 33 کلاشنکوف 28 رائفلوں 137 پیشل اور ساڑھے تین ہزار مختلف اقسام کی گولیاں براہمد کی گئیں۔

جناب اسپیکر: جی شکر یہ اس میں میرے خیال میں بحث نہیں ہوتا ہے۔

ملک نصیر احمد شاہوںی: جی ہاں، تھوڑی سامیں اس پر اس لئے روشنی ڈالوں گا کہ صرف مقدمات کا درج کرنا

اور اس کے بعد لوگوں کو گرفتار کرنا یا اتنے چرس برآمد ہوئے اتنے ہیروئن برآمد ہوئے لیکن اس کے بعد اگر اس کے اندر تیزی آجائی ہے تو ہم پوچھ سکتے ہیں کہ آپ کے مقدمے کے درج ہونے کے بعد جب یہ سلسلہ ٹھم نہیں رہا ہے اس میں اضافہ ہو رہا ہے تو پھر اس کے لئے تو ہم پوچھ سکتے ہیں اور خصوصاً جب میں نے آج اس خاص کر توجہ دلانوں کو اس لئے لایا ہے کہ آج پھر یہ سرینا ہوٹل کا دھماکہ اور۔۔۔

جناب اسپیکر: وہ آگے آئیے گا۔

ملک نصیر احمد شاہ ہواني: نہیں سراس میں ایک ۔۔۔

جناب اسپیکر: نہیں وہ تحریک آرہی ہے۔

ملک نصیر احمد شاہ ہواني: میں جزیل بات کر رہا ہوں اگر ہم لوگ پہلے سے ہی اپنا ایک سشم ایک ترتیب بنالیتے تو اس قسم کا واقعہ اس شہر کے اندر پیش نہیں آتا آج ہم یہاں کوئی کے اندر جب داخل ہوتے ہیں میرے خیال میں even ہم بحثیت ایک اپنی شہری یا ایک ایم پی اے کے ہم جب سرینا ہوٹل میں داخل ہو جاتے ہیں ہماری گاڑی کی ڈیکی ہماری گاڑیوں کے پانٹوں کو چیک کیا جاتا ہے جناب اسپیکر صاحب! لیکن امن و امان کی یہ حالت کہ اتنی بڑی گاڑی آج کہاں جا رہی ہیں ہمارے وفاقی وزیر داغلہ کا بیان ہے کہ۔۔۔

جناب اسپیکر: اس پر پھر آپ بعد میں بحث کریں، ملک صاحب! اس پر باقاعدہ بحث کیلئے آج ہی آپ کو موقع دینے گے۔

ملک نصیر احمد شاہ ہواني: جناب اسپیکر صاحب! یہ امن و امان کے حوالے سے جو آرہا ہے یہ چیز اس کے اندر ہے آپ کیوں اس کو مدد و دکرنا چاہتے ہیں۔

جناب اسپیکر: تو آپ main point پر آ جائیں ملک صاحب کیوں آپ اس طرح کرتے ہیں، وہ already آرہا ہے اس پر پھر بحث کریں گے دوبارہ پھر آپ کھڑے ہو گئے بحث کریں گے۔

ملک نصیر احمد شاہ ہواني: جناب اسپیکر! یہ پالیسی کے اندر آتا ہے اگر آپ کہتے ہیں کہ صرف ہم نے ایک لائن لکھی ہے اسی پر ہی خطاب کرنا ہے جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: نہیں آپ کے لئے already وہ چیز نہیں ہوتی ناں پھر آپ بحث کرتے۔

ملک نصیر احمد شاہ ہواني: سر! میرے سوال کے اندر میرا توجہ دلانوں کے اندر بھی یہ چیز اس لئے آرہی ہے میں صرف اس کو اس لئے touch کر رہا ہوں کہ جب ہم بحثیت ایک ایم پی اے اس ہوٹل میں یا آپ منتشرات کے پارے میں بات کرتے ہیں جناب اسپیکر صاحب! میں داد دیتا ہوں ان کو چلو جتنی چرس اور انہوں اس نے

برآمد کر لی بہت اچھی بات ہے لیکن اس کے باوجوداً گریہ تعداد بڑھ رہی ہے آپ صرف سریاب کو تو چھوڑیں جب آپ کا عجیب نالہ بند تھا تو یہ سارا رُخ ادھر سریاب پر تھا۔ آپ صرف اور صرف اسمبلی کے دوار کیں کو یہاں بھیجیں پانچ منٹ اُس نالے کے ساتھ کھڑے ہو جائیں آپ دیکھیں گے کہ سینکڑوں لوگ پانچ منٹ کے اندر گزریں گے اور یہ آپ کو بتائیں گے کہ اس شہر کے اندر اس صوبے کے اندر کیا عالم ہے مشیات کا اور کتنی آزادی سے یہاں لوگ مشیات خرید کر استعمال کرتے ہیں تو قانون اور قانون کی جب ہم بات کرتے ہیں جناب اسپیکر صاحب! تو صرف سریاب اس میں نہیں آتا اس میں صرف کوئی نہیں آتا اس میں ہمارے سارے صوبے آجائتے ہیں اور اس کے اندر پھر خاص کر اس قسم کے حادثات جو آج ہو رہے ہیں تو اس قانون کی عملداری چاہتے ہیں جناب اسپیکر صاحب! جب انگریز کا زمانہ تھا ہمارے بزرگ کہا کرتے تھے کہ جب لیویز کا ایک سپاہی علاقے کا رُخ کرتا تھا وہ سائکل پر ہوتا تھا اس کے ہاتھ میں ایک ڈنڈا ہوتا تھا علاقے کے اندر کھلبی لمح جاتی تھی کہ لیویز کا سپاہی آج آرہا ہے یہاں کچھ ہوا ہے سب اپنے گھروں میں جاتے دیکھتے جاتے کہ یہ کس کی طرف کس کے گھر کی طرف جا رہا ہے آج بڑی بڑی گاڑیاں جناب اسپیکر صاحب! آج میرے خیال میں فیگ مارچ بیس، بیس گاڑیاں بھی جائیں تو لوگ ان کو دیکھتے ہیں تماشہ اس لئے کہ قانون نہیں ہے قانون ہوتا اس پر عملداری ہوتی تو میں سریاب روڈ کی بات کرتا ہوں کوئی کی بات کرتا ہوں جناب اسپیکر صاحب! جب میری گاڑی کو روک کر تلاشی لی جاسکتی ہے تو ایسی آپ کو ہزاروں گاڑیاں میں دکھاتا ہوں جناب اسپیکر صاحب! میں بھیشیت ایم پی اے جب اپنے علاقے میں، میرے علاقے میں ہمنہ، اوڑک اور سرہ غرگٹی بھی آ جاتا ہے جناب اسپیکر صاحب! ڈیگاری بھی آتا ہے ہمیں کینٹ سے ہو کر آگے جانا پڑتا ہے کبھی کبھار ہم چیک پوسٹ پر جاتے ہیں ہمیں روک دیا جاتا ہے کہ آپ رُک جائیں بھی میں ایم پی اے ہوں اپنے علاقے کا وزٹ کرنا چاہتا ہوں گارڈز کو اُتاریں۔

جناب اسپیکر: جی ملک صاحب اس کو میرے خیال میں conclude کر دیں۔

ملک نصیر احمد شاہ ہوائی: جناب اسپیکر صاحب تو میں بات کر رہا ہوں۔۔۔

جناب اسپیکر: باقی آپ کا اچنڈا بہت زیادہ ہے۔۔۔

ملک نصیر احمد شاہ ہوائی: جناب اسپیکر صاحب پھر میں نے خامنوں میں یہ توجہ دلا تو نوٹس اسپیکر صاحب۔۔۔

جناب اسپیکر: نہیں آپ نے بات تو کر لی ہے ابھی مجھے رو لنگ بھی دینی ہے اس پر آگے کا روائی کو بھی بڑھائیں گے۔

ملک نصیر احمد شاہ ہوائی: جناب اسپیکر صاحب! بات clear ہے کہ میرے خیال میں آپ کسٹوڈین ہیں۔

دو تین دنوں سے ہم دیکھ رہے ہیں کہ آپ کی خاص کر۔۔۔

جناب اسپیکر: میں آپ ہی کے لئے کہہ رہا ہوں آپ تین گھنٹے بات کریں۔

ملک نصیر احمد شاہ ہواني: آپ کارویہ میں دیکھ رہا ہوں جناب اسپیکر صاحب! پہلے والا آپ کارویہ نہیں ہے پچھے نہیں۔

جناب اسپیکر: وہ بھی کبھی چیخ ہو جاتا ہے روزہ ہے۔

ملک نصیر احمد شاہ ہواني: تو یہ offer اگر کہیں سے آپ کوں چکا ہے ہم اس کو بھی اچھی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

ہم اس کی بھی قدر کرتے ہیں لیکن جب اپنے یہ موضوع سے ہٹ کر ہم بار بار اٹھتے ہیں پھر اس موقع پر آپ ہمیں روکیں، ہمیں نکالیں لیکن جب میرا ایک توجہ دلا و نوٹس آیا ہے تو اس کو کم از کم کچھ سنیں یہ میں وامان کے بارے میں جب بات کرتا ہوں۔ یہ پورے صوبے کے مفاد میں ہے۔ اگر اس کو اسی طرح ٹھکانہ لگانا ہے تو پھر کل بھی یہ دھماکے ہونگے جناب اسپیکر صاحب! پھر ہمیں اتنی خاطر قدم اس بجٹ میں رکھنے کا پھر ہمیں حق نہیں ہے کہ جب ہم سماں ہارب روپے رکھتے ہیں۔

جناب اسپیکر: چلواب main point پر آ جائیں۔

ملک نصیر احمد شاہ ہواني: آپ 70 ارب روپیں جب ہمارے سرینا ہوٹل کی یہ حالت ہے اس کے اندر بھی دھماکے ہوتے ہیں وہاں بھی آپ کا خود کش جاسکتا ہے۔ اتنے کیمرے اتنے چیک پوسٹ اس کے باوجود وہاں پہنچ سکتا ہے تو پھر اس صوبے کا اللہ ہی حافظ ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! main point کی طرف یہی ہے کہ امن وامان بھی اس میں ہے اس میں نشیات بھی ہے تو امن وامان میں یہ تمام چیزیں آتی ہیں آپ مجھے بولنے دیں میرے خیال میں اگر آپ بار بار مجھے نہیں روکتے اس وقت تک میں اپنی بات ختم کر چکا ہوتا۔ جناب اسپیکر صاحب! ہمارا دل جلتا ہے یہ صوبہ ہمارا بھی ہے اگر آپ لوگ کہتے ہیں کہ یہ لوگ جو حکومت میں ہیں یا انہی کا صوبہ ہے تو پھر بحثیت نمائندہ ہمارا حق نہیں بتتا ہے کہ ہم اس ایوان میں بیٹھیں جناب اسپیکر صاحب! اُس دن ہمارے نکلنے کے بعد جب ہم کمرے میں دیکھ رہے تھے تو سردار صاحب بڑی خوشی سے اٹھ کر کہہ رہے تھے کہ ہم نے ان کو دیکھا اس سے پہلے پشتو نخواہ والے اور نیشنل پارٹی والے یہی کرتے تھے کہ وہ لوگ چلے گئے۔ تو یہ لوگ چاہتے ہیں کہ میدان صاف ہو۔

وزیرِ محکمہ خوارک و ہبہ و آبادی: جناب اسپیکر صاحب! میں کچھ بولنے کا حق رکھتا ہوں اس نے میرا نام لیا ہے

جناب اسپیکر: آپ نام کیوں لے رہے ہیں آپ point پر آ جائیں ملک صاحب! بات یہ ہے کہ آپ

ایک چیز کو بار بار repeat کر رہے ہیں، repetition ہو رہا ہے آپ کا ٹائم ہے ایک منٹ۔

ملک نصیر احمد شاہ وانی: جناب اسپیکر صاحب!

جناب اسپیکر: ایک منٹ please سین ممجھے۔ آپ کا ٹائم ہے آپ چار گھنٹے لیتے ہیں مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے میں کہہ رہا ہوں کہ آپ کا ٹائم فیتنی ہے جو زیادہ سے زیادہ آ کر رہا ہے اس کا ٹائم پر چیزوں کو conclude کریں گے تاکہ ہم آگے بڑھیں گے۔ نہیں تو مجھے مسئلہ نہیں ہے آپ چار گھنٹے بولیں۔ میں تو بیٹھا رہا ہوں آپ بھی بیٹھتے رہیں گے۔ تو اس میں کوئی نہیں ہے آپ ٹریک سے نہیں اتریں۔ آپ proper اُس پر جائیں repetition پر نہیں جائیں آپ چیزوں کو آگے بڑھائیں ہمیں مسئلہ نہیں ہے۔

ملک نصیر احمد شاہ وانی: ٹھیک ہے جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: جس چیز کے بارے میں آپ بات کر رہے ہیں بالکل وہ واضح طور پر ریکارڈ میں بھی آگیا written میں بھی آگیا۔

ملک نصیر احمد شاہ وانی: جناب اسپیکر صاحب! میں دو چار باتیں کر کے بیٹھوں گا۔

وزیر یحکمہ خوارک و بہبود آبادی: جناب اسپیکر صاحب! ملک صاحب نے میرا نام لیا ہے میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

ملک نصیر احمد شاہ وانی: سردار صاحب میں بھی دوبارہ آپ کا نام لوں گا۔

وزیر یحکمہ خوارک و بہبود آبادی: جناب اسپیکر صاحب! میں self explanation پر آپ کو بتانا چاہتا ہوں۔

جناب اسپیکر: میں اس کے بعد آپ کو ٹائم دیدوں گا۔

وزیر یحکمہ خوارک و بہبود آبادی: جناب اسپیکر! اس نے میرا نام لیا ہے مجھے explanation کرنے دو پھر یہ 5 گھنٹے تک تقریر کریں مجھے اس کی تقریر سے کوئی سروکار نہیں۔

جناب اسپیکر: ملک صاحب! آپ نام کیوں لیتے ہیں بس ایک چیز چل رہی ہے آپ ہر چیز اٹھاتے ہیں۔ جی سردار صاحب۔

وزیر یحکمہ خوارک و بہبود آبادی: جناب اسپیکر صاحب! ملک صاحب میرے لیے بڑے قابل احترام ہیں انہوں نے personally میرا نام لیا ہے۔ کسردار صاحب بڑے خوش ہو رہے تھے کہ ہم چلے جائیں۔ ہم نے one day سے کہا ہے کہ یہ صوبہ اکیلا کسی کا نہیں ہے ہم ٹریوری خیز پر ہیں کل ہم ادھر تھے یہ سب کا صوبہ

ہے جو بھی یہاں آئے ہیں اس معزز ایوان میں منتخب ہو کر آئے ہیں، ہم نے کبھی نہیں کہا کہ ملک نصیر شاہوں صاحب نازل کیے گئے بلکہ منتخب ہو کر آئے ہیں تو گزارش یہ ہے کہ یہ ثابت کریں کہ میں نے کوئی ایسا خوشی کا اظہار کیا ہے۔

جناب اسپیکر: ہاؤس میں اس طرح کی کوئی بات نہیں ہوئی ہے۔

وزیر یحکمہ خوراک و بہود آبادی: یہ routine کی باتیں ہوتی ہیں یہ نکل گئے اچھا انہوں نے کاغذ پھاڑے اس پر لفظ قرآن پاک لکھا ہوا ہے آپ کا ایکنڈا تلاوت کلام پاک سے شروع ہوتا ہے تو ان کو احساس ہونا چاہیے کہ یہ یہاں قرآن شریف کے اور اک پھاڑتے ہیں۔ یہ blasphemy میں آتے ہیں لیکن ہم ان کو کوئی بات نہیں کرتے باقی ملک صاحب میرے لیے قابل احترام ہیں یہ منشیات کے بارے میں بات کر رہے ہیں میں کہتا ہوں کہ جتنے تک منتخب نمائندے ہیں اور عوام کا تعاون نہیں ہوگا پولیس کا ایک G ابھی وہاں جا کر بیٹھ جائیں تو law and order یا یہ۔ اب میں اس کو چیلنج کرتا ہوں اس ایوان کو ان کو نہیں میں ایوان کو چیلنج کرتا ہوں کہ میری constituency میں کوئی منشیات فروش آ کر دکھائیں کوئی جوا کر کے دکھائیں۔ گورنمنٹ پلس آپ کے لوگوں کا تعاون چاہیے منتخب نمائندوں کا۔

جناب اسپیکر: شکر یہ سردار صاحب۔

وزیر یحکمہ خوراک و بہود آبادی: لہذا میں گزارش کروں گا ملک صاحب سے کہ میں نے کوئی خوشی کا اظہار کیا ہے یہ میر ایوان نہیں ہے یہ سب کا مشترک ایوان ہے۔

جناب اسپیکر: اس topic کو چھوڑ دو ابھی main پر آ جاؤ۔

ملک نصیر احمد شاہوں: جناب اسپیکر صاحب! دوچار باتیں میں نے بھی سردار صاحب کا نام بڑے احترام سے لیا سردار صاحب بھی بولے میں نے یہی کہا کہ جب ہم نکل گئے تو سردار صاحب خوش ہو گئے۔

جناب اسپیکر: چلیں یا اس طرح کی کہانی نہیں ہے۔ آگے چلیں۔

ملک نصیر احمد شاہوں: باقی یہ ہے کہ میں نے سردار صاحب کو خداخواستہ کوئی X بھی نہیں دیا اور دوبارہ۔

جناب اسپیکر: وہ سارے expunged ہو گئے۔ please آگے بڑھیں۔ بس ملک صاحب! آپ اپنے point پر آ جائیں۔

ملک نصیر احمد شاہوں: جناب اسپیکر! میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ حکومت کا اس بارے میں کیا پایسی ہے کیا

بحکم جناب اسپیکر ***غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کردیئے گئے۔**

یہ دو، چار کلوہیر ون دو، چار کلو چرس برآمد کر کے یہ اس چیز سے بالکل مبررا ہو گیا کہ ابھی یہ بڑھتا جائے ابھی یہ چلتا جائے یا یہ دو چار لوگوں کو کپڑ کر جیلوں میں بند کیا کچھ اسلخہ برآمد کیا۔ اس کے بعد پھر یہ بڑھتے گئے اور ہزاروں کی تعداد میں آج گھوم پھر رہے ہیں کالے شیشوں میں سریاب میں نظر آ رہا ہے آیا اس کی پالیسی کیا ہے اس پر وہ کنشروں کر سکتی ہے آئندہ کے لیے اس کی کیا پالیسی ہے؟ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ ملک صاحب۔ جی منشہ صاحب نے جواب تو دے دیا ہے۔

میرضیاء اللہ لانگو (وزیر مکملہ داخلہ و قبانگی امور و پیڈی ایم اے) : جناب اسپیکر! انتہائی کامیاب کارروائی کی گئی ہے برآمد گیاں کی گئی ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ گورنمنٹ اس چیز میں مخلاص ہے۔ آئندہ بھی جو اس قسم کی چیزوں میں ملوث ہوگا گورنمنٹ کی بھی پالیسی ہے کہ اس کے خلاف سخت سخت کارروائی کی جائے گی۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ تمام معزز ممبران ہمارے عوام ہیں یہم سب کی ڈیوٹی میں آتا ہے فرض ہوتا ہے کہ ہم اگر اس طرح کی کوئی چیز ہے، ہم ان اداروں کو بتائیں ہماری جتنی فورسز ہیں ان کو بتائیں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں تب یہ چیز میں میرے خیال میں ختم ہوں گی، ایسا نہیں ہے کہ ہم صرف فورسز کے اوپر ذمہ داری ڈالیں۔ ہماری بھی ذمہ داری ہے تمام ممبران سے بھی یہی request ہے اگر اس طرح کی چیزیں کہیں نظر آتی ہیں تو وہ بھی شاذ ہی کریں۔ تو میرے خیال میں ہم اس میں بہتر حکمت عملی بناسکتے ہیں۔

جناب اسپیکر: جناب نصر اللہ زیرے صاحب آپ اپنا توجہ دلا و نوٹس سے متعلق سوال دریافت کریں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: thank you جناب اسپیکر صاحب! میں وزیر برائے مکملہ تعلیم کی توجہ ایک اہم مسئلے کی جانب مبذول کرتا ہوں کہ سابقہ دور حکومت میں مادری زبانوں پشتو، بلوچی، براہوی، فارسی و دیگر زبانوں کو لازمی مضمون کے طور پر پڑھانے کی بابت اسمبلی سے باقاعدہ طور پر قانون پاس ہوا تھا اور اس بارے اسکو لوں میں پرائمری کی سطح تک پڑھانے کا سلسلہ بھی شروع ہوا مگر اب شنید میں آیا ہے کہ حکومت مادری زبانوں کی کتابوں کو پڑھانے کا سلسلہ ختم کر رہی ہے یا ختم کیا ہے لہذا اس بارے میں تفصیل فراہم کی جائے۔

جناب اسپیکر: جی وزیر برائے مکملہ تعلیم توجہ دلا و نوٹس کی بابت وضاحت فرمائیں۔

سردار یار محمد رند (وزیر مکملہ تعلیم) : شکریہ جناب اسپیکر۔ سر! میرے آنے سے پہلے ہی یہ چیز ہو چکی تھی۔ ابھی ہم نے اس کو بند کرنے کا کوئی ارادہ نہیں کیا ہے۔ مگر اس کے باوجود کیونکہ اب نیشنل اسمبلی میں یہ discussion ہوئی ہے اور وہاں قرارداد بھی پاس ہوئی ہے کہ ہمارا ایک کریکولم ہونا چاہئے پورے پاکستان کے اندر۔ اب ہم wait کر رہے ہیں کہ نیشنل اسمبلی اس کے بارے میں کیا قانون پاس کر سکتی ہے کیونکہ اگر

اُنہوں نے ایک قانون پاس کیا تو میرے خیال میں جہاں تک میرے علم میں ہے کہ تم اُسکے against کوئی قانون پاس نہیں کر سکتے صوبائی اسمبلی کے اندر۔ یا اس پر وہ نہیں کر سکتے۔ مگر میں یقین دلاتا ہوں میری اپنی خواہش ہے میں آپ سے کوئی وعدہ نہیں کر رہا ہوں اسمبلی کے اندر مگر میری اپنی یہ خواہش ہو گی کہ یہ مادری زبانیں اگر ان میں basic education ڈی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ چھوٹے صوبوں کے لئے اور چھوٹی زبانوں کے لئے، کیونکہ پوری دنیا کے اندر ایک تحریک اٹھی ہوئی ہے کہ چھوٹی زبانیں جو پوری دنیا کے اندر چھوٹی چھوٹی جو تہذیبیں ہیں وہ ختم ہو رہی ہیں ان کو دوبارہ حال کرنے کے لئے کوششیں ہو رہی ہیں تو تم اپنی زبانوں کو کیوں ختم کریں۔ یہ انکا بنا دادی حق بتاتے ہے کہ پرانگری تک ان کو انکی مادری زبانوں میں تعلیم دی جائے۔ انشاء اللہ میں اس پر پوری تفصیل لے کر کے آتا ہوں دیکھتے ہیں کہ نیشنل اسمبلی کیا فیصلہ کرتی ہے اُسکے بعد پھر ہم یہاں بیٹھ کے ایک پالیسی بنائیں گے اور انشاء اللہ وہ ہم آپ کے پاس لے آئیں گے۔

جناب اسپیکر: میرے خیال میں اس پر قانون پاس ہوا تھا۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! اگر آپ مجھے دو منٹ دے دیں۔

جناب اسپیکر: جی۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! منشہ صاحب نے کچھ باتیں اچھی کہی ہیں کہ ان کی ذاتی خواہش ہے کہ وہ مادری زبانوں کو ذریعہ تعلیم بنائیں۔ دوسرے لمحے انہوں نے کہا کہ وفاقی حکومت ایک قانون پاس کر رہی ہے single curriculum کے لئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس آئینی پاکستان میں اٹھار ہویں ترمیم کے بعد ملکہ تعلیم صوبے کو سپرد کیا گیا ہے۔ اب آپ کے وفاقی وزیر صاحب تعلیم کے، ان کو کوئی حق نہیں پہنچ رہا ہے کہ وہ single curriculum کے حوالے سے کوئی نصاب ترتیب دیں۔ یہ اٹھار ہویں ترمیم کے خلاف ہے کہ وہ ہمارا اپنا ایک طرز ہے ہمارے صوبے کا یہاں ہمارا اپنا ایک جغرافیہ ہے ہماری اپنی ایک ہستیری ہے، ہماری اپنی معاشرتی زندگی ہے۔ ہم اپنے طور پر اپنا curriculum اپنانصب بناسکتے ہیں۔ میں منشہ صاحب سے کہ آپ اس کو resist کریں گے کوئی one single curriculum کے with due respect ہو گا ہمارا اپنا curriculum نہیں ہو گا ہمارا اپنا curriculum ہو گا ہماری اپنی کتابیں چھپیں گی ہماری پرانگری کی کتابیں سب کچھ ہمارا یہاں ہو گا۔ جب وہاں چھاپیں گے پھر کیا یہ one unit کی طرف ہم جائیں گے پھر ہم وہ اُنکے پڑھیں گے۔ ہمارے اپنے ہیروز ہیں ہماری اپنی سماجی زندگی ہے۔ دوسری بات میں آپ کے گوش گزار کر دوں جناب سردار صاحب کہ یہاں 2014ء میں اس صوبائی اسمبلی نے قانون پاس کیا۔ یہاں کا قانون پاس

ہونا تمام اداروں کو اس پر عمل کرنا لازم ہوتا ہے۔ وہاں پر انگریزی سطح کی ترتیب میں بھی چھپیں۔ ٹریننگ بھی ہوا ساتھ نہ کی اور حتیٰ کہ کلاسوں میں ہم نے پڑھانے کا سلسلہ بھی شروع کیا۔ اب اس موجودہ حکومت نے یہ عوام دشمن اقدام اٹھایا کہ انہوں نے اپنی ہی زبانوں کو ختم کیا۔ پستو، بلوچی یہاں کے عوام کی بولی جانے والی زبانیں ہیں۔ باقی جو فارسی ہو، ہزارگی ہو، برا ہوئی ہو، پنجابی ہو سندھی ہو یہ ہماری بولی جانے والی زبانیں ہیں۔ آپ کی حکومت نے اس حکومت میں آپ اس وقت منظر نہیں تھے اس حکومت نے اس کو وہ درخور اعتناء نہیں سمجھا اس قانون پر عملدرآمد بند کیا جو کہ یقیناً اس august House کی تو ہیں ہے کہ قانون پاس ہوتا ہے اور آپ نے اچھا کہا کہ دنیا کے تمام اقوام میں آپ دیکھ لیں جناب اسپیکر! کہ آج دنیا کے جن ممالک نے ترقی کی ہے، انہوں نے اپنی مادری زبانوں میں تعلیم حاصل کی ہے۔ بیسویں صدی کا سب سے بڑا ایجاد جناب اسپیکر! کمپیوٹر ہے۔ وہ کسی انگریز کی، کسی امریکن، کسی بریٹش نے نہیں بنایا ہے وہ ان لوگوں نے بنایا جو جاپان کے لوگ ہیں جنہوں نے اپنی زبان میں تعلیم حاصل کی ہے۔ خدار! یہ ہمارے مستقبل کا مسئلہ ہے۔ یہ ہمارے عوام کے علم و دانش کا مسئلہ ہے میں آپ سے request کرتا ہوں منشی صاحب کہ آپ اس قانون کو لاگو کریں اور دوبارہ ان کتابوں کو جو چاہے پستوں میں ہیں بلوچی میں ہیں چاہے جس زبان میں ہیں ہمیں خوشی ہے کہ ایک ہزارہ بیٹھا ہوا اپنی ہزارگی میں تعلیم حاصل کریں۔ ہمیں خوشی ہے کہ جو بھی زبان چاہے پستوں پر بچھے ہے، وہ اپنی زبان میں تعلیم حاصل کرے اسی طرح بلوچ اپنی بلوچی زبان میں تعلیم حاصل کرے۔ میں request کرتا ہوں منشی صاحب سے کہ یقیناً آپ نے نیک خواہش کا اظہار کیا کہ مجھے اپنی مادری زبانوں میں پڑھانے میں میری دلچسپی ہے۔ آپ یقین دہانی کرائیں اس ہاؤس کو کہ اس قانون پر عملدرآمد ہو۔ شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: جی وزیر مکملہ تعلیم صاحب۔

وزیر مکملہ تعلیم: زیرے صاحب! جہاں تک میں نے آپ کو بھی کچھ حد تک تو وضاحت کر دی ہے۔ جہاں تک آپ نے کہا میں آپ کو یہ بتا دوں کہ ہم نے اس سال بھی جو books ہیں جو یہاں کی مادری زبانیں ہیں ان کو وہ books وغیرہ بھی تک دی ہوئی ہیں۔ میں نے آپ کو پھر again میں نے کہا کہ چونکہ مرکزی حکومت کا ایک خیال یہ ہے کہ پورے ملک کے اندر ایک ہی curriculum ہو، ایک ہی قاعدہ ہو اور ایک ہی وہ اس پر پڑھائی جائے۔ مگر میں آپ کو یہ اسمبلی کے فلور پر بتا رہا ہوں میں نے یہ ہر جگہ resist کیا ہے ہر جگہ میں نے یہ بات کی ہے۔ کہ دیکھیں! آج سے کوئی ڈیڑھ سال دوسال پہلے پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ نے جو ایک کتاب شائع کی تھی جس میں معدرات سے پشتوں کے بارے میں تو کچھ نہیں کہا گیا ہم بلوچوں کے لئے بہت

پچھوہاں فرمایا گیا۔ کہ بلوچ کیا ہوتا ہے؟ بلوچ پور ہوتا ہے بلوچ ڈاکو ہوتا ہے۔ قافلوں کو لوٹتے ہیں، یہ جنگلوں میں رہتے ہیں دریا کے کنارے رہتے ہیں۔ اور گروہ بنا کے یہ لوگوں کو علاقوں کو آبادیوں کو لوٹتے ہیں۔ یہ وضاحت کی گئی تھی۔ تو میں نے وہاں یہ request کی تھی کہ سر! ایسے نہ ہو خدا نخواستہ اس قسم کی کوئی اور اگر وضاحت آگئی تو یہ برادر قوموں کے اندر تعصب پھیلانے کی ایک کوشش ہے، اس ملک کی بذریادوں کو نقصان دینے کی بات ہے۔ یہ بات میں نے وہاں آپ کے ہاؤس کی میں نے وہاں نمائندگی کی ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ کوئی ایسا نظام، سسٹم بنے گا، اگر نیشنل اسمبلی میں میں آپ کی آواز۔ اس House کی august کی House کی جو خواہشات ہیں میں وہ رکھوں گا اب یہ فیصلہ کرے گی نیشنل اسمبلی کہ ہم نے کیا کرنا ہے اور کس طرح کرنا ہے؟ کیونکہ اٹھا رہویں ترمیم بھی نیشنل اسمبلی نے بنائی تھی اور آج بھی یہ اس پر ہو رہا ہے مگر میں آپ کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ میں اپنی یہاں کی جو لوکل ہماری تین main languages میں اس پر ضرور یہ stand لوں گا۔ مگر میں یہ کہوں گا کہ اس question کو اگر ڈیفیر کر دیا جائے اور تھوڑا مجھے دوبارہ اگلے اجلاس تک میں clearly آپ کو وضاحت دینے کے لئے قابل ہو سکوں گا اور انشاء اللہ میں یہ جواب ہاؤس کے سامنے پیش کروں گا مگر اس سیشن میں نہیں اگلے سیشن میں۔ کیونکہ ابھی رمضان بھی ہے عید بھی ہے تو میں request کروں گا Chair سے کہ اس question کو ڈیفیر کریں اگلے سیشن تک تاکہ میں اپنی گورنمنٹ سے بھی اور چیف ایگزیکٹو سے بھی اور مرکز سے بھی یہ ساری معلومات اکٹھی کر کے آپ کے سامنے رکھوں۔

جناب اپیکر: جی شکر یہ منظر صاحب! اس کو۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اپیکر! میں وزیر تعلیم کا شکر یہ ادا کرتا ہوں کہ وہ پوری معلومات حاصل کر کے مادری زبانوں کے حوالے سے اگلے اجلاس میں ہمیں جواب دیں گے thank you منظر صاحب۔

جناب اپیکر: شکر یہ منظر صاحب۔ جی اصغر ترین صاحب۔ جی شاء اللہ صاحب و یہے آپ بات کرنہ ہیں سکتے ہیں۔ جی شاء صاحب آپ بات کریں۔

جناب شاء اللہ بلوچ: نہیں سراو! یہ بھی یہ ڈیپیٹ کے لئے آجائے گا وہ یہ ہے کہ جو national single curriculum کے لئے بات ہو رہی ہے۔ وہ Constitution کے Article، میں صرف سردار صاحب آپ کی بھی توجہ اسیں چاہیے کہ Constitution کا Article-251, clause 3 ، Page 3 Constitution کے لئے بات ہو رہی ہے۔ وہ clause 3 کا 251 تیراں ہے لیکن Article 251 کا clause 3 تو میں زبان کی حیثیت کو متاثر کیتے بغیر کوئی صوبائی اسمبلی قانون کے ذریعے قومی زبان کے علاوہ کسی صوبائی زبان کی تعلیم، ترقی اور اس

کے استعمال کے لئے اقدامات تجویز کر سکے گی۔ ابھی اس میں یہ ہے کہ صوبائی حکومت نے صوبائی اسمبلی نے already قومی زبانوں سے متعلق یا علاقائی جن کو ہم وفاق میں بیٹھ کے لوگ علاقائی کہتے ہیں بلوچی، پشتو، براہوی کے حوالے سے یہاں پر Legislation اور ہوئی ہے صوبائی اسمبلی نے قانون سازی بھی کی ہے۔ تو ابھی جو Constitution اگر بننے گا وہ National Single Curriculum کی خلاف ورزی ہے۔ پہلے تو یہ ہے کہ کسی بھی فورم پر آپ اسکو compete کریں گے آپ کے پاس سب سے پہلا یا ایک constitutional guarantee ہے۔ دوسری بات جناب والایہ ہے کہ National Single Curricula کا یہ ہے کہ ایک نصاب ہو پورے پاکستان میں۔ اب آپ مجھے بتائیں کہ اسلام آباد میں جو سہولیات حاضر ہیں۔ پھر exams بھی ایک ہو گا۔ کتابیں بھی ایک ہوں گی۔ جب ایک سہولت اسلام آباد میں کسی بچے کو حاصل ہے پنجاب میں حاصل ہے سندھ کے شہری علاقوں میں حاصل یا خیرپختونخوا کے شہری علاقوں میں، بلوچستان کے شہری علاقوں میں، وہ ہمارے دیہی علاقوں کے بچوں کو نہیں ہیں۔ وہ خاران میں، واٹک میں، پکھی میں، آواران کے بچوں کو نہیں ہے۔ National Single Curriculum کا یہی ہے کہ آپ ایسا نصاب نافذ کریں گے اُس کے لئے آپ کو اُسی قسم کی اُستادوں کی فوج کی ضرورت ہو گی کہ وہ نصاب اُن کو پڑھائیں۔ تو یہ ایک قسم کے بلوچستان کی تعلیم کو مزید پیچھے لے جانے کی جانب ایک قدم ہے۔ جب آپ اس کو میرے خیال میں ایک discussion اسمبلی میں یا جب کوئی discussion سی exclusive protest کرنا چاہیے۔ ہاں اس صورت میں کہ اگر وہ بلوچستان کو تعلیم کے حوالے سے دوسوچار سوارب روپے دینا چاہتے ہیں ہماری ایجوکیشن کو reserve کرنا چاہتے ہیں ہماری تعلیم کے تمام نظام کو، مہتر کرنا چاہتے ہیں اُس کے بعد ہم National Single Curriculum پر بات کرنے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن ایسی صورتحال میں میرے خیال میں یہ بلوچستان کے لئے بہت بڑے نقصان کا باعث بنے گا۔ شکریہ جناب اپیکر۔

جناب اپیکر: شکریہ نباء بلوچ صاحب۔ جی اصغر ترین صاحب۔

جناب اصغر علی ترین: شکریہ جناب اپیکر صاحب۔ جناب اپیکر صاحب! کل ضلع پشین میں، شہر میں اور شہر کے بازار کے اندر آتشزدگی کا۔۔۔ (داخلت) اپیکر خراب ہے اس میں میں کیا کروں سردار صاحب۔

جناب اپیکر: تھوڑا زور سے بولیں۔ روزے کی وجہ سے بھی ہو سکتا ہے۔ ویسے آپ کی آواز تو بغیر

مائنک کے ---

جناب اصغر علی ترین: اسپیکر صاحب! کل پیشہ شہر میں آتشزدگی کا ایک واقعہ پیش ہوا شہر کے اندر۔ اور آگ نے پورے بازار کو، پورے شہر کو اور جو دہاں گنج منڈی تھی، آس پاس کی جو دکانیں تھیں یا پارکنگ ایریا تھا، تمام کو آگ نے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ جناب اسپیکر! وہاں تقریباً کوئی تین سو، چار سو ٹیکلے ہیں۔ اور تقریباً کوئی ڈیڑھ سو آس پاس کی دکانیں اُدھر ہیں۔ اور اُس کے ساتھ رہائشی آبادی بھی ہے۔ آگ اس قدر شدت اختیار کر چکی تھی کہ لوگوں کا یہ کہنا تھا، موقع پر ہم بھی پہنچے یقیناً پورے شہر اور پوری آبادی آگ کی لپیٹ میں آجائیں گی جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: دیسے اس کو مختصر کریں، سوموار والے اجلاس کے اپنڈے میں ہے۔

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر صاحب! سب سے پہلی بات یہ ہے کہ اس بات کی تحقیقات کرائی جائے کہ بیک وقت چار جگہ کیسے آگ لگی؟ یعنی اگر آگ لگتی ہے ایک کونے سے لگتی ہے تو اسے کنٹرول کیا جاتا ہے۔ یعنی بالکل آدھے گھنٹے کے اندر پورا ایک میدان ہے، پورا ایک مارکیٹ ہے، اس طرح آگ لگی جیسے کوئی کیمیکل کا استعمال ہوا ہو۔ جیسے کوئی منصوبہ بندی کے ساتھ یہ کام ہوا ہو۔ اور یقیناً بھی جو موجودہ حالات ہیں اس میں لوگوں نے وہاں کپڑے کا سامان یا راشن وغیرہ عید کا سیزن ہے لوگوں نے اُدھار سے کپڑے لے کے آئے تھے یا اپنا سامان لے کے آئے تھے کہ عید کا سیزن ہے یہ گزر جائیگا تو عید کے بعد ہم اُن کا اُدھار چکا دیں گے۔

جناب اسپیکر صاحب! یہ پورا ہمارے جو دہاں دکاندار حضرات ہیں یا لوگ وہاں موجود تھے ان کا یہ کہنا تھا کہ بیک وقت چار جگہوں پر یہ آگ لگی اور جناب اسپیکر صاحب! یقیناً افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ وہاں غریب تر ہم سکین جودن کو کھاتا اور رات کو کھاتا ہے وہ طبقہ وہاں مزدوری کرتا ہے۔ جناب اسپیکر! آگ بجھانے کیلئے یعنی پیشین ضلع آٹھ یا نو لاکھ آبادی پر مشتمل پورا ایک ضلع ہے۔ یعنی اس پورے ضلع کیلئے ایک فائر بریگیڈ ہے وہ بھی ایسے سمجھ لیں کہ وہ کسی استعمال میں نہیں آتا۔ پہلے بھی دو سال قبل بھی اسی فلور پرمیں نے یہ آواز اٹھائی تھی کہ اسی گنج میں اسی منڈی میں اسی بازار میں اسی جگہ پر ایک آگ لگنے کا واقعہ عید کے دن پیش آیا تھا۔ جناب اسپیکر!

لوگوں نے اپنی مدد آپ کے تحت تین گھنٹے میں آگ بجھائی۔ جو آس پاس رہائشی تھے انہوں نے بالٹی کے ذریعے یا اپنی مدد آپ کے ذریعے یا جو لوکل ٹریکٹر ہیں اُن کے ذریعے وہ لے کے آگ بجھائی۔ ان لوگوں کا جناب اسپیکر! کروڑوں کا نقصان ہوا ہے اور یہ وہ لوگ ہیں جن کا سرما یہ کسی کا پانچ لاکھ ہے کسی کا تین لاکھ ہے کسی کا چار لاکھ ہے کسی کا دو لاکھ ہے کسی نے ریڑھی لگائی کوئی وہاں سڑک پر کپڑے نیچ رہا تھا۔ جناب اسپیکر صاحب!

یہ پوری رات یہ لوگ روڑوں پر بیٹھے ہوئے تھے دھرنا دیا ہوا تھا کہ بھائی ہم کہاں جائیں ہم کس کے پاس

جائیں۔ ہماری دادری کون کریگا۔ ہمارے زخم پر مرہم کون رکھے گا اور جو ہمارا نقصان ہوا ہے اس کا ازالہ کون کریگا جناب اپیکر صاحب! یقیناً بہت بڑا واقعہ ہوا ہے۔ میں آپ کے توسط سے وزیر داخلہ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس کی فور تحقیقات کرائی جائے، کوئی کمیٹی بنائی جائے کہ اس کی تحقیقات کرے کہ دوسرا دفعہ آگ کیسے لگائی کس نے لگائی یا خود لگی اس کی تحقیقات ہونی چاہیے۔ دوسرا جناب اپیکر! میرا میونسل کار پوریشن سے یہ بھر پور مطالبہ ہے اس اسمبلی کے فلور پر کہ ہمیں جدید آلات فائز بر گیڈ سے لیس کیا جائے ہمیں دیا جائے۔ دو چار فائز بر گیڈ گاڑیاں دی جائیں، عملہ دیا جائے کیونکہ یہ آٹھ، نولا کھی آبادی ہے۔ اگر کوئی کمی گاڑیاں وہاں نہ پہنچتیں یہ میں اسمبلی کے فلور پر آپ کو بڑی ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ جناب اپیکر! اس ٹائم پورا پیشین شہر آگ میں جل چکا ہوتا۔ ابھی اس کا بالکل پورا شہر ختم ہو چکا ہوتا۔ یہ میں آپ کو لکھ کے دے رہا ہوں۔ چلاک سے میں گزر رہوں چلاک سے پیشین میں آگ کے شعلے نظر آرہے تھے ہواں نظر آرہا تھا کہ آگ لگی ہے۔ وہ شہر کے اندر ایک اور مارکیٹ ہے وہاں واقع ہوا ہے۔ تو جناب اپیکر صاحب! اس قدرشدت تھی کہ آس پاس جو لوگ تھے رہائشی لوگ تھے انہوں نے اپنے گھر چھوڑ دیئے، بچے، عورتیں، بوڑھے سب نکل گئے کہ آگ ہمارے گھروں میں آ رہی ہے۔ تو جناب اپیکر صاحب! کم از کم حکومت کو اس بات کا احساس کرنا چاہیے۔ ابھی تو اللہ کا شکر ہے کہ کوئی جانی نقصان نہیں ہوا لیکن اس میں پھر بھی چار، چھ لوگ زخمی ہوئے ہیں۔ آٹھ گاڑیاں جناب اپیکر! چار موٹر سائیکلیں اور ایک رکشہ جملس کر بالکل راکھ ہو گیا۔ پارکنگ میں کھڑی تھی جناب اپیکر! میونسل کار پوریشن کو چاہیے کہ ہمیں کوئی فائز بر گیڈ کا عملہ دے دے، ہمیں دو، چار یا چھ گاڑیاں فائز بر گیڈ دے دے اور جناب اپیکر! آخری مطالبہ یہ حکومت وقت بیٹھی ہوئی ہے کوئی بھی ہمیں اس کا جواب دے دے کہ جن لوگوں کا نقصان ہوا ہے غریب لوگ ہیں جناب اپیکر صاحب! یہ دن کو مکاتے ہیں اور رات کو کھاتے ہیں۔ یہ بالکل فاقہ پر مجبور ہوئے ہیں یہ پورا یعنی روزہ کا افطار نہیں کیا ہے۔ اس ٹائم سے لیکر صبح تک، فجر کی نماز تک یہ روڑ پر بیٹھے ہوئے تھے، دھرنا دیا ہوا تھا کہ بھائی ہمارے نقصان کا ازالہ کیا جائے۔ تو میرا بھر پور مطالبہ ہے حکومت وقت سے کہ اپنی طرف سے تحقیقات بھی کرائے اور جن لوگوں کا نقصان ہوا ہے اُن کا ازالہ کیا جائے اور اُن کے زخم پر مرہم لگایا جائے۔ جناب اپیکر! اگر ان کو نظر انداز کریں گے ان لوگوں کو معاوضہ نہیں دینے گے جناب اپیکر صاحب! یہ کل آئیں گے آج وہاں بیٹھے ہوئے ہیں کل آئیں گے سی ایک ہاؤس کے سامنے بیٹھیں گے کل اسمبلی کے سامنے بیٹھیں گے اور جناب اپیکر! یہ فاقہ پر مجبور ہو جائیں گے۔ یہ بہت غریب طبقہ ہے وہاں منڈی گئی اپنے لئے رزق کاتا ہے تو حکومت وقت سے یہ تین مطالبات ہیں تحقیقات کرائی جائے، فائز بر گیڈ ہمیں دیئے جائیں اور پرزور مطالبہ یہ

ہے کہ ان کے نقصانات کا ازالہ کیا جائے۔ جو نقصانات ہوئے ہیں جناب اسپیکر صاحب! حکومت وقت کو چاہیے کہ وہ ان کا ازالہ کرے۔

جناب اسپیکر: جی شکر یہ۔ جی ہوم منستر صاحب۔

وزیر یحکمہ داخلہ و فیکٹی امور و پیڈی ایم اے: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ بہت اچھی بات کی ترین صاحب نے، ہمارے غریب بھائیوں کا بہت بڑا نقصان ہوا ہے۔ یہ ان کا مطالبہ ہے، اگر مطالبہ نہ بھی ہو تو حکومت کی ذمہ داری ہے کہ اتنے بڑے واقعہ کی تحقیقات ضرور کرائیں گے۔ تحقیقات ہم اُس کی کر لیں گے، رپورٹ آپ لوگوں کو پیش کریں گے۔ باقی جواز الہ کا کہا وہ بھی ان کا حق ضرور بتتا ہے، اس میں ہم قانون کو دیکھیں گے اور وزیر علی صاحب سے مشورہ کر کے وہ ایوان کو بتا دیں گے۔

جناب اسپیکر: شکر یہ منستر صاحب۔ یہ میرے خیال میں Monday کو رکھا تھا تو بھی تو ضرورت نہیں ہے منستر صاحب اس پر وہ کریں گے۔ جی شکر یہ۔

جناب اسپیکر: رخصت کی درخواستیں۔

جناب طاہر شاہ کاڑ (سیکرٹری اسمبلی): نواب شاء اللہ زہری صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا آج تا تا اختتام اجلاس رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار محمد صالح بھوتانی صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: نوابزادہ طارق مگسی صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: حاجی محمد خان طور اتمان خیل صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر محمد اکبر مینگل صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے

قادر ہیں گے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میرزا بدری کی صاحب نے کوئی سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: رخصت کی درخواستیں ختم۔

جناب اسپیکر: جناب نصراللہ خان زیرے صاحب، رکن صوبائی اسمبلی کی جانب سے تحریک التوانمبر 2 موصول ہوئی ہے۔ قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974 کے قاعدہ نمبر (A) 75 کے تحت پڑھ کر سنا تا ہوں۔ تحریک یہ ہے کہ مورخہ 21 اپریل 2021ء کو سرینا ہوٹل کوئٹہ میں ایک خوفناک بم دھماکہ ہوا جس کے نتیجے میں چار بیگناہ، یہاں ہوٹل کا نام ضروری ہے مقامی ہوٹل کر دیں ویسے بھی؟، وہ زخمی ہوئے ہیں اخباری تراشہ مسلک ہے دھشتگردی کے اس واقعہ کی وجہ سے صوبہ بھر میں بالخصوص کوئٹہ کے عوام میں شدید تشویش اور خوف وہر اس پایا جاتا ہے۔ لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس اہم فوری نوعیت کے حامل مسئلے کو زیر بحث لایا جائے۔

جناب اسپیکر: آیا تحریک التوانمبر 2 کو پیش کرنے کی اجازت دی جائے؟ جو ارکین اس کے حق میں ہیں وہ کھڑے ہو جائیں۔

جناب اسپیکر: تحریک کو قاعدہ 75 کے تحت مطلوبہ ارکین اسمبلی کی حمایت حاصل ہوئی تقریباً پورے ہاؤس کی حمایت حاصل ہے ٹریزیری پیپر اور اپوزیشن کی لہذا جناب نصراللہ زیرے صاحب آپ اپنی تحریک التوانمبر 2 پیش کریں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: Thank you جناب اسپیکر صاحب۔ میں اسمبلی قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974 کے قاعدہ نمبر 70 کے تحت ذیل تحریک التوانڈن اپنے دینا ہوں۔ تحریک یہ ہے کہ مورخہ 21 اپریل 2021ء کو سرینا ہوٹل کوئٹہ میں ایک خوفناک بم دھماکہ ہوا جس کے نتیجے میں پانچ بیگناہ معصوم شہری شہید اور متعدد افراد زخمی ہوئے (اخباری تراشہ مسلک ہے) دھشت گردی کے اس واقعہ کی وجہ سے صوبہ بھر میں بالخصوص اور کوئٹہ کے عوام میں بالعموم شدید تشویش اور خوف وہر اس پایا جاتا ہے۔ لہذا اسمبلی کی آج کی کارروائی روک کر اس اہم فوری نوعیت کے حامل مسئلے کو زیر بحث لایا جائے۔ جناب اسپیکر! میری

Request ہو گی کہ اس پر بحث کریں تاکہ کچھ ممبر ان اس پر بولیں پھر منظر صاحب اس کا جواب دیں۔
جناب اسپیکر: تحریک التو انبر 2 پیش ہوئی لہذا اس کو آج کے اجلاس کے آخر میں دو گھنٹے بحث کے لئے منظور کیا جاتا ہے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: آج کے اجلاس میں۔

جناب اسپیکر: جو حکم زیرے صاحب وہ ویسے بھی دو گھنٹے بحث کے لئے منظور کر دیا ہے۔ مرضی ہے آپ کی، قرارداد آپ کی ہے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر issue burning ہے تمام ممبران بیٹھے ہوئے ہیں اہم ایشو ہے۔

جناب اسپیکر: نہیں وہ نہیں مان رہے ہیں ملک سکندر خان ایڈو وکیٹ صاحب قائد حزب اختلاف اپنی قرارداد نمبر 103 پیش کریں۔

ملک سکندر خان ایڈو وکیٹ (قائد حزب اختلاف): بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ ہرگاہ مورخہ 17 دسمبر 2020 کے منعقدہ اجلاس میں تحریک التو انبر 2 پر سیر حاصل بحث کے بعد محترم جناب اسپیکر نے روئینگ جاری فرمائی کہ حکومت آئین کے آڑکل 29 کلاز 3 کے تحت حکمت عملی کے اصولوں کی بابت روپرٹ پیش کرنے کو لیتی بناۓ کیونکہ 1973 سے لے کر اب تک 48 سال کی طویل مدت کے دوران مختلف حکومتیں معروض وجود میں آئین لیکن آئین کا باب دو ہم جو حکمت عملی کے اصولوں سے متعلق ہے اور آئین میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں اس پر عمل پیرانہ ہو سکی اس لئے معاشرے میں آئین اور قانون کی بالادستی قائم نہ ہو سکی اگر مذکورہ عرصہ کے دوران حکمت عملی کے اصولوں پر عملدرآمد کیا جاتا تو معاشرے سے ظلم و عدم برداشت، قتل و غارت گری، تعصباً و فرقہ واریت جیسے ناسور عوامل کا خاتمه ہو جاتا خواتین اور اقلیتوں کو آئینی حقوق ملتے معاشرتی اقدار بلند ہوتے اور معاشرے میں یکساں ترقی اور عزت کی فضاء قائم ہو جاتی نیز مسلمانوں کی انفرادی و اجتماعی زندگی اسلام کے مطابق گزارنے کے موقع ریاست اور اسکے ادارے آئین کے تحت فراہم کرتے۔

لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ آئین کے آڑکل 29 تا 40 پر فوری طور پر عملدرآمد کرنے کے سلسلے میں ایک کمیشن کے قیام کو لیتی بناۓ جو حکمت عملی کے اصولوں کو مرتب کروائے ایوان میں پیش کیا جانا ممکن ہو سکے۔

جناب اسپیکر: قرارداد نمبر 103 پیش ہوئی۔ اس کی admissibility پر بات کریں۔

قائد حزب اخلاق: Thank you جناب۔ جناب اسپیکر! آج کا یہ جو معاملہ ہے میرا خیال ہے کہ پاکستان کے بننے کے بعد اسکی خوشی اسکی اہمیت اسکے بعد یہ آج کا دن یہ قرارداد اتنی ہی اہمیت کی حامل ہے جناب اسپیکر! 1949 میں پاکستان میں Constituent Assembly دستور ساز اسمبلی میں اس پاکستان اور اس معاشرے کی سمت کا تعین کیا ہے قرارداد مقاصد کے ذریعے سے اور جناب اسپیکر! قرارداد مقاصد آج بھی ہمارے اس آئین کی تہذید کا حصہ ہے۔ ہیں قرارداد مقاصد کے۔ وہیں سے آگے جا کر اس ملک کی Construction ہوتی ہے اس معاشرے کی Preamble ہے اس میں یہ ڈیلیکٹس کیا گیا ہے کہ Sovereignty اس کائنات کا مطلق حاکم اللہ پاک ہے اور پاکستان کی جمہور جو اختیار اور اقتدار اس ملک کے لئے استعمال کرتے ہیں وہ ایک مقدس امانت ہے اور ہم جتنے لوگ جن جن رتبوں پر ہیں وہ ایک امانت دار کی حیثیت سے اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں تو جناب اسپیکر صاحب! اسکی کتنی بڑی اہمیت ہو گی لیکن unfortunately ستر سال سے زیادہ پاکستان۔۔۔ (داخلت)

جناب اسپیکر: آپس میں بات نہ کریں۔ جی please

قائد حزب اخلاق: میں عرض یہ کر رہا تھا کہ ایک تو قرارداد مقاصد میں اس سمت کا تعین ہوا ہے کہ اللہ پاک حاکم مطلق ہے اور یہ جو جہاں جمہور کو اختیارات استعمال کرتے ہیں وہ ایک مقدس امانت ہے 1973 میں جناب Constitution نہتا ہے اب اگر Constitution کا آپ ملاحظہ فرمائیں جناب اسپیکر صاحب! اس میں آرٹیکل 29 سے لیکر آرٹیکل 40 تک principles of policy کے آرٹیکل شامل ہے یعنی اس مملکت کو اس معاشرے کے واپسے مستقبل میں کیا کرنا ہے اس ملک کو ترقی کیسے دینی ہے اس عوام کو خوش کیسے رکھنا ہے جو اس کا بنیادی اساس ہے۔ ویسے جناب اسپیکر! آرٹیکل 8 سے لیکر 28 تک fundamental rights متعلق ہیں۔ باقی جو 28 آرٹیکل ہیں اس Constitution کے، وہ اندر ورنی انتظامی معاملات سے متعلق ہیں اور Principles of Policy کو تقویت دینے کے لیے یہ سارے Articles ہیں، آگے مملکت کی تنظیم اور اندر ورنی نظم و ضبط کو چلانے کے لیے۔ جناب اسپیکر! اس Principles of Policy میں اگر جناب تھوڑی سی مجھے اجازت ہو، اس لیے کہ ہمارے اس ہاؤس میں آج تک even میں نہیں سمجھتا کہ کہیں اور کیا صورت رہی ہے۔ بلوچستان میں اس انتہائی اہم معاملے پر آج تک نہ کوئی بات کی گئی ہے اور نہ ہی اس کے

بارے میں کوئی قدم اٹھایا گیا ہے۔ بلکہ یہاں اس Principles of Policy کے اصولوں کو یوں سمجھیں کہ عوام سے بھی، اپنی ذمہ داریوں سے بھی، اپنے فرائض سے بھی اس کو چھپایا گیا ہے، اس لیے پاکستان جو آج crisis کے اُس پر ہے اُس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں Principles of Policy کو عملی جامہ نہیں پہنایا گیا۔ جناب اسپیکر! آڑٹیکل 29 میں تزوہ طریقہ کار ہے۔ آڑٹیکل 31 جو ہے اس Constitution کا یہ جناب میں مختصرًا عرض کرتا ہوں جی۔ پاکستان کے مسلمانوں کو انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگی اسلام کے بنیادی اصولوں اور اساسی تصورات کے مطابق مرتب کرنے کے قابل بنانے کے لیے اور انہیں ایسی ہمتوںیں مہیا کرنے کے اقدامات کیے جائیں گے جن کی مدد سے وہ قرآن و سنت کے مطابق زندگی کا مفہوم سمجھ سکیں۔۔۔ جناب اسپیکر! دو باتیں تو clear ہیں ہمارے Constitution میں، پاکستان کے معاشرے کے لیے، پاکستان کی مملکت کے لیے کہ نظریاتی اساس پر ہے اور یہ جو قرارداد مقاصد ہے وہ بھی اسلامی اصول ہے اور جو آڑٹیکل 31 ہے اُس میں بھی یہ ریاست کی ذمہ داری ہے کہ معاشرے کی زندگی کو قرآن و سنت کے مطابق بنانے کے لیے ریاست اپنی ذمہ داری پوری کرے۔ اُس کے جناب اسپیکر آڑٹیکل 32 ہے جس میں بلدیاتی اداروں کو فروغ دینا، یہ ہماری Principles of Policy حکمت عملی کے اصولوں کی پہلی بات تو، قرآن و سنت کے مطابق یہاں کے مسلمانوں کی زندگی گزارنے کے موقع unfortunately، آج جو امن و امان ہے یا جس طرح ملک نصیر صاحب۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر: اس میں ملک صاحب already آپ نے دو دفعہ پہلے لائی ہے، ہم نے گورنمنٹ کو لکھا ہے، لیکن اس کو دوبارہ بھی لکھتے ہیں کہ ان کو۔۔۔

قائد حزب اختلاف: میں جناب تھوڑا سا یہ عرض کروں کہ اس کی اہمیت میں تھوڑا سا۔۔۔

جناب اسپیکر: اہمیت ہے لیکن پتہ نہیں کیوں نہیں دیا اس کو فوری طور پر، آپ بات کریں۔

قائد حزب اختلاف: جناب میری گزارش یہ ہے کہ میں جو چاہتا ہوں کہ کم از کم یہ ہماری آئینی ذمہ داری ہے، ہم سب نے جناب اسپیکر! میں صرف یہ عرض کرتا ہوں کہ ہم جو حلف اٹھاتے ہیں President سے لے کر ایک صوبائی اسمبلی کے رکن تک، اُس میں دو باتیں لازمی ہوتی ہیں، اللہنا یہ پہلی، ہم یہ Constitution کی اٹھائیں، یہ حلف میں دو باتیں انتہائی بنیادی ہیں۔ اور وہ یہ ہیں کہ ایک تو ہم یہ حلف اٹھاتے ہیں کہ پاکستان کی جو نظریاتی اساس ہے وہ اسلامی اساس ہے۔ اُس کو ہم تحفظ دیں گے۔ یہاں ہم حلف اٹھاتے ہیں صوبائی اسمبلی کے رکن کے حلف کی طرف میں آپ کی توجہ دلاتا ہوں "یہ کہ میں اسلامی نظریے کو برقرار رکھنے کے لیے کوشش

رہوں گا جو کہ قیام پاکستان کی بنیاد ہے۔" یہ جناب President اور صوبائی اسمبلی کے رکن تک یہ حلف اٹھاتے ہیں، یا پھر جوٹا حلف اٹھاتے ہیں تو نبُوْذ باللہ تو پھر گناہ گار ہیں اور اگر سچا حلف اٹھاتے ہیں۔ تو وہ اپنے نظریے کے ساتھ خلوص سے رہیں تاکہ پاکستان کے خطرات بھی ختم ہو جائیں، پاکستان کا معاشرہ بھی تباہی سے نجّ جائے اور اس ملک میں جو عدم استحکام ہے اُس میں بھی قابو پایا جاسکے۔ دوسرا جو ہم حلف اٹھاتے ہیں "اور یہ کہ میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور کو برقرار رکھوں گا اور اس کا تحفظ اور دفاع کروں گا۔" یہ جناب صفحہ 219 پر ہم، میر آپ کا الگ حلف ہے، یہ جو ہم ادا کیئں اسمبلی ہیں، یہ ہمارا حلف ہے۔ ہم یہ حلف اٹھاتے ہیں کہ ہمارا جو اسلامی نظریہ ہے اُس کے لیے ہم جدوجہد کریں گے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ اسلامی پاکستان کے دستور کو برقرار رکھیں گے اور اس کا تحفظ اور دفاع کریں گے۔ دونوں چیزیں یہ جو ہم آج بیٹھے ہوئے ہیں، اڑھائی سال سے تو ہم عہد شکنی اور آئین شکنی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ اور بشمول جناب کے، بشمول ہمارے، ڈپٹی اسپیکر صاحب کے، بشمول وزیر اعلیٰ کے، بشمول وزراء کے، یہ ہمارا فرض تھا کہ اس کی بابت ہر سال رپورٹ بنتی ہے اور ہر سال وہ رپورٹ کرتی پیشافت ہم نے کی ہے، وہ رپورٹ اسمبلی کے سامنے پیش ہوتی ہے، جو پیش نہیں ہوئی ہے۔ اس طرح وہ سارے اُس کے جو تقاضے ہیں وہ چونکہ طوالت ہے، آپ کا نائم میں لے رہا ہوں۔ میں جو اس وقت گزارش جناب سے کروں گا کہ یہ ہمارا آئینی، قانونی، قومی اور ملکی ذمہ داری ہے کہ پاکستان میں جو اس وقت ہم تباہی کے دھانے پر ہیں ہمارے ملک میں ہم جتنا بھی کہیں اچھی بات ہے، یہاں وہ الفاظ وہ بنا کر پیش کریں۔ یہ بالکل حقیقت میں ہم سب جو بولنے والے ہوتے ہیں ان کو بھی یقین آ رہا ہے کہ میں جو بول رہا ہوں وہ حقیقت نہیں ہے۔ ہمارا معاشرہ تباہ ہے۔ پاکستان کو جو ہم اپنی غلطیوں کی وجہ سے اس وقت جو دشمن ہے اُس کو موقع مل رہا ہے کہ پاکستان کے اندر گھس کر اُس کو نقصان پہنچائیں۔ اور ہم جو اپنی اساس کو بھول کر پاکستان کے بننے کی بنیاد کو بھول کر، مسلمان ہونے کے تقاضوں کو پس پشت رکھ کر جب ہم کسی یعنی نہ تو کرپشن کو روکتے ہیں، نہ ظلم و جبر کو روکتے ہیں، نہ بربادیت کو روکتے ہیں تو اس لیے ہمارے ملک میں اب سوائے ظلم، جبر، بربادیت، بے انصافی اور کچھ نہیں ہے۔ تو اس لیے میری گزارش یہ ہوگی کہ اگر ہم اس پر عمل کریں گے تو یہ ہمارا معاشرہ بھی نجّ جائے گا اور ہمارے ملک کو نقصان ہو رہا ہے، ہماری ریاست کو نقصان ہو رہا ہے جناب اسپیکر اُس کو، وہ نجّ جائے گا۔ میں جناب سے دست بستہ عرض کروں گا جناب اسپیکر کہ یہ چونکہ آپ کے پاکستان کے عماد کی ذمہ داری ہے، پاکستان کی اس ریاست کی ذمہ داری ہے، جس کے لیے چلا کھلوگوں نے اپنی جانیں دی ہیں، اس کو جناب! یہ آپ کے ہاتھ میں ہے، آپ اس کو بچائیں۔ میری گزارش یہ ہوگی کہ آپ کی

سربراہی میں ایک ایسا کمیشن، کیونکہ کسی کو ان چیزوں کا پتہ نہیں ہے، آپ کی سربراہی میں ایک ایسا کمیشن تشکیل پائے جو Policy Principles of Policy ہے اُس پر ایک پوری تفصیل ڈھونڈ کر اور اس میں اپنے آپ کو بھی میں پیش کرتا ہوں جناب کے ساتھ، اور پانچ اراکین یہاں treasury benches سے لیں جناب۔ اور تین اراکین اپوزیشن سے۔ اور اس طرح جناب! میں suggest کروں گا فیصلہ جناب اپیکر صاحب آپ کا ہے کہ چونکہ یہ ایک ہمارا جو علماء کا بھی اس لیے role ہوتا ہے کہ ہمیں رستہ دکھانے والے اور خاص کر ان معاملات میں، تو اس کمیشن میں میں جناب یہ suggest کروں گا کہ مولانا، کہ جناب اس میں کسی قسم کی سیاست نہیں ہو رہی ہے جناب، صرف یہ ہے کہ ہم اس حد تک پہنچنے کے لیے میں یہ عرض کروں گا کہ ایک تو قاری انوار الحق صاحب ہماری مرکزی جامع مسجد کے خطیب ہیں، یہ بھی اور ایک مفتی روزی خان صاحب، یہ جو دارالاً فقاء GOR Colony کے ہیں اور ایک بہت بڑے عالم ہیں اور متفقہ بغیر قسم کا نہ جھکا و مفتی گل حسن صاحب نیلا گنبد جو سرکی روڈ پر ہے۔۔۔ (مداخلت) آپ کا تو دُور تک ان سے واسطہ نہیں ہے میں کیا بتاؤں آپ کو۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ جناب اپیکر صاحب! یہ علمائے کرام ہوں اور اُسکے ساتھ جناب ACS Home اس کمیشن کا رکن ہو، سیکرٹری Social welfare انتہا ہی اہم ہے وہ اس کمیشن کا رکن ہو، سیکرٹری لوکل گورنمنٹ اس کمیشن کا رکن ہو سیکرٹری سینکڑی ایجوکیشن اور ہائیز ایجوکیشن ان کے سیکرٹری صاحبان اس کے رکن ہوں اور اُس کے ساتھ ساتھ دو یا تین خواتین کا role اس حوالے سے بن سکتا ہے۔

جناب اپیکر: جی ملک صاحب! اس کو پھر دیکھتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف: اُسکے ساتھ جناب ضروری ہے کہ اس میں DIG جو ہیڈ کوارٹر ہے Police کا وہ ہوا اور جو ہمارے جتنے یہاں Divisions ہیں ڈویژنل کمشنر حضرات اس کمیشن کے آراکین ہوں تاکہ ایک ایسا اس پر جو ہم نے خطاء کی ہے یعنی پاکستان کو پاکستانی معاشرے کو اس آئین کو تناز کر جو نقسان پہنچا ہے اُس کی کمی پوری کرنے کیلئے ایک ترتیب بنائیں اور پھر آپ کی سربراہی میں ہو اُس کے لئے ایک لائچہ عمل بن جائے تاکہ پھر اُس کو دوبارہ اسمبلی میں لاایا جائے اور اسمبلی میں کارروائی کے بعد پھر جس کی جو ذمہ داری ہے اُنکے حوالے اس آئین کی عملداری کو سپرد کیا جائے۔

جناب اپیکر: جی۔

قائد حزب اختلاف: میری گزارش ہو گی جناب آپ ruling کے ذریعہ کمیشن کا اعلان فرمائیں میں بہت مشکور ہوں گا جناب اپیکر!

جناب اسپیکر: جی شکریہ۔ اس میں میرے خیال میں گورنمنٹ کو پہلے بھی ہم لکھ چکے ہیں اور میرے خیال گورنمنٹ already چیزیں ہیں تو گورنمنٹ کو لکھتے ہیں اگر وہ چیزیں نہیں دیں پھر اس میں ایک وہ بنا دیں۔ ملک صاحب! already چیزیں ہیں تو گورنمنٹ کو ایک دفعہ دوبارہ وہ کہتے ہیں وہ اس چیز کو لائے، قرارداد منظور ہو گی اسکو follow کریں گے۔ (مداخلت) already چیزیں ہیں تو۔۔۔ (مداخلت) جی اس میں ابھی قرارداد کو منظور کرتے ہیں پھر اس میں لکھ دیں گے کہ اس میں کمیشن بنار ہے ہیں۔ آیا قرارداد نمبر 103 کو منظور کیا جائے؟ قرارداد نمبر 103 منظور ہوئی۔ اور اس میں یہ بھی لکھ دیں گے کہ اس میں کمیشن بنار ہے ہیں۔ اور ساری چیزیں۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے)

جناب اسپیکر: جناب اصغر ترین صاحب! رکن صوبائی اسمبلی اپنی قرارداد نمبر 104 دریافت فرمائیں۔

جناب اصغر علی ترین: شکریہ جناب اسپیکر! قرارداد نمبر 104۔ ہرگاہ کے کیسکو (QESCO) کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کا عرصہ تین سال کیلئے دوبارہ تشكیل دیا گیا ہے لیکن مذکورہ بورڈ میں صوبہ کو کوئی نمائندگی نہیں دی گئی ہے۔ جو سراسر زیادتی کے مترادف ہے۔ جس کی وجہ سے عوام میں شدید بے چینی اور مایوسی پائی جاتی ہے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ کیسکو کے نئے تشكیل شدہ بورڈ آف ڈائریکٹرز کو فوری تحلیل اور ایک نیا بورڈ کو تشكیل دینے اور اس میں صوبہ کو مکمل نمائندگی دیئے کویقینی بنائے تاکہ بھلی کی تعطیل اور ترسیل جیسے مسائل کا خاتمه ممکن ہو سکے اور ساتھ ہی صوبہ کے عوام میں پائی جانے والی شدید بے چینی اور مایوسی کا خاتمه بھی ممکن ہو۔

جناب اسپیکر: قرارداد نمبر 104 پیش ہوئی۔ اس کی موزوں نیت پر بات کریں۔

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر صاحب! جیسے آپ کو معلوم ہے کہ بلوچستان بالخصوص ہمیشہ تمام ممبروں کی شکایت رہی ہے، شکوہ رہا ہے بالخصوص جب وہ عوام کی نمائندگی کرتے ہیں کہ لوڈ شیڈنگ اتنی زیادہ ہے کہ آپ پینے کے پانی سے بھی قادر ہو جاتے ہیں۔ توجہ بندہ ایک معاشرہ میں رہتا ہے زندگی گزارتا ہے اُس کے لئے بندیاً چیز پانی کا ہونا بہت ضروری ہے۔ اور پانی کی وابستگی بھلی سے ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! اس ہاؤس میں بہت قراردادیں پیش ہوئی ہیں QESCO کے حوالے سے واپڈا کے حوالے سے اور یہاں Meetings بھی ہوئی ہیں، ڈپٹی اسپیکر کی سربراہی میں آپ کی سربراہی میں ہم نے بعض اوقات کیسکو چیف کو یہاں طلب کیا ہے کہ یہاں جو ذمہ دار حضرات ہیں ہمارے انہوں نے احتجاج بھی کیا ہے ہر طوکوں پر بھی آئے ہیں۔ اور roads بھی block کئے، صرف بھلی کی نہ ہونے کی وجہ سے۔ اور یہ وفاقی حکومت کا ہمیشہ رہا ہے کہ

وہ ایک صوبائی حکومت کو جو بلوچستان کی حکومت ہے یا بلوچستان کے جو واپڈ اوالے ہیں وہ اتنے سے مس نہیں ہو رہے ہیں کہ جو انکے جی میں آئیں جیسے آئیں وہ دیسے کریں۔ جناب اسپیکر صاحب! انتہا ہی افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ جو Board of Directors تشکیل دیا گیا ہے اس میں کوئی بھی ممبر بلوچستان سے نہیں لیا لیا گیا۔ یعنی بلوچستان کے مسائل بلوچستان کے عوام کو ہی معلوم ہونگے یا بلوچستان میں رہنے والوں کو ہی معلوم ہونگے اگر Board of Directors ---

جناب اسپیکر: ممبر ہیں میرے خیال میں چیزیں مین نہیں ہیں۔ ممبر ہیں کچھ۔

جناب اصغر علی ترین: نہیں نہیں جناب اسپیکر صاحب! ایک ممبر ہونے سے، آپ دیکھیں 7 تقریباً اُنکے ممبر ہوتے ہیں اور consumer، 2 اور 7 ممبر اور ایک چیز میں، جناب اسپیکر صاحب!

جناب اسپیکر: یہ پہلے بھی ہم نے گورنمنٹ کو کہا ہے پہنچیں ان لوگوں نے ---

جناب اصغر علی ترین: کہ سردار یار محمد رند صاحب! ہمارے بزرگ ہیں ہمارے بڑے ہیں لیکن یہاں دیکھیں جناب اسپیکر صاحب! یہ advisor میں ہیں Prime Minister صاحب کے بھلی اور گیس کے حوالے سے اُنکی یہاں موجودگی میں اسمبلی میں یا PTI میں ---

جناب اسپیکر: چلیں اس پر پہلے بھی آیا ہے سردار صاحب سے۔

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر صاحب! مجھے تھوڑا موقع دیا جائے یعنی انکو میں یہ سوال کرتا ہوں آپ کے توسط سے کیا انکے علم میں یہ ہے؟ کہ ان سے پوچھا گیا ہے کہ یہ Board of Directors میں جو ممبر ان لئے گئے تھے انکے علم میں ہے؟ کیا ان سے پوچھا گیا ہے؟ کیا ان کی بات سننی گئی ہے؟

جناب اسپیکر: پہلے تو گورنمنٹ کو بھی پوچھتے تھے۔

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر صاحب! بڑے افسوس کی بات ہے بہت افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ ایک حکومت کی نمائندگی کرتے ہوئے وفاقی حکومت کے نمائندے بھی ہیں advisor بھی ہیں اور ایک وزیر بھی ہے صوبے کے اُس کے باوجود بھی ان سے میرے خیال سے ان سے نہ پوچھا گیا ہے نہ بتایا گیا ہے۔

جناب اسپیکر: سردار یار محمد رند صاحب۔

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر صاحب! آپ کے توسط سے سردار یار محمد رند سے وضاحت چاہتا ہوں کہ آپ اس بات کی وضاحت کریں کہ یہ جو کیسکو حکام نے یہ جو عمر ایوب صاحب نے وہاں بیٹھ کے ایک بادشاہی نظام قائم کیا ہے بلوچستان پر، وہاں بیٹھ کے ان کے سکرٹری نے Board تشکیل دے دیا ہے جناب اسپیکر

صاحب! ہمارے پاس ہمارے بلوچستان میں بڑے تجربہ کا رلوگ ہیں جو واپڈا میں serve کر چکے ہیں جو واپڈا سے مسلک رہے ہیں جس میں سید عبدالحی آغا، نذری مینگل صاحب، نور احمد مینگل صاحب اور سعد اللہ کاٹر صاحب ہیں یعنی یہ اس طرح اور بہت سے لوگ ہیں جو واپڈا میں رہ چکے ہیں جو انکو بجلی کے حوالے سے بلوچستان کے حوالے سے مسئلہ مسائل سے بخوبی وہ آگاہ ہیں لیکن بد قدمتی ہے سردار یار محمد رند صاحب کے ہوتے ہوئے ۔۔۔

جناب اسپیکر: نہیں ویسے بھی صوبائی گورنمنٹ کو پوچھتے ہیں پتہ نہیں اب ۔۔۔

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر صاحب! اُس کے باوجود بھی ہمارے ساتھ جو board تشکیل دیا گیا ہے جو یہاں بنایا گیا ہے کیسکو کا اُس میں بلوچستان کی کوئی نمائندگی نہیں ہے اور دوسرا یہ ہے کہ صوبائی حکومت سے پوچھا ہی نہیں گیا کہ بھائی آپ کس کے نام دینا چاہتے ہیں کوئی تجویز آپ کے پاس ہے میں بالخصوص سردار یار محمد رند صاحب کے توسط سے یہ چاہتا ہوں کہ اس بات کیوضاحت کریں سردار صاحب کہ آپ کی موجودگی میں اور بھی ہیں Prime Minister کے بھلی اور گیس کے حوالے سے۔

جناب اسپیکر: اس کے علاوہ بھی صوبائی گورنمنٹ کو بھی پوچھتے ہیں پتہ نہیں کیوں سردار صاحب بھی ہیں۔

جناب اصغر علی ترین: لیکن جناب اسپیکر صاحب! اُس کے باوجود بھی اتنا بڑا عمل ہو گیا یعنی اسمبلی میں جناب اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: چلیں آگیا آپ کا point ۔

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر صاحب! اسمبلی میں تقریباً اگر کوئی قرارداد پیش ہوئی ہے یا کوئی point of order پر بات ہوئی ہے یا تو وہ بجلی پر ہوئی ہے اگر زمیندار ہے بجلی سے پریشان ہیں ابھی بھی لوگ پریشان ہیں۔

جناب اسپیکر: نہیں جان صاحب۔ جی۔

میر جان محمد خان جمالی: جناب اسپیکر! جہاں مجھے آپ نے بھایا ہے آپ کا system ہی خراب ہو گیا ہے۔

جناب اسپیکر: ویسے بھی آپ کی آواز کافی ہے ہمارے لئے۔

جناب اصغر علی ترین: تو جناب اسپیکر صاحب! اس سے سردار یار محمد رند سے ۔۔۔

جناب اسپیکر: میں کر لیتا ہوں آپ اس کو conclude کریں۔ میں گورنمنٹ سے ۔۔۔

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر صاحب! اس پر آپ ابھی ruling دیں یہ جو کمیٹی تشکیل دی ہے اس کو

فی الفور خارج کیا جائے ختم کیا جائے آپ ruling دے دیں اس بات پر اتنی بڑی زیادتی بلوچستان کے عوام کے ساتھ۔۔۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے ہو گیا۔

میر جان محمد خان جمالی: جناب اسپیکر! مجھے بات کرنے کی اجازت دیں۔

جناب اصغر علی ترین: آپ ruling دیں جناب اسپیکر! زمیندار یہاں باہر بیٹھ گئے تھے آپ کے ہاؤس کے باہر احتجاج پر مجبور تھے۔

جناب اسپیکر: آپ چھوڑیں گے تو کریں گے نا۔

جناب اصغر علی ترین: پھر سڑکیں بند کی گئی ہیں کہ ہمیں بجلی نہیں مل رہی ہے اور یہاں بجلی کے حوالے سے کیسکو کا board تشکیل دیا جا رہا ہے۔

جناب اسپیکر: تو آپ اس کو چھوڑیں گے تو باقیوں سے پوچھیں ناں جناب! اس کریں۔

جناب اصغر علی ترین: سردار یار محمد رندے سے پوچھا جائے۔

جناب اسپیکر: جی جان صاحب۔

میر جان محمد خان جمالی: مہربانی جناب اسپیکر! وہ seat اگر درست کرادیں کوئی current اُس میں آجائے اُس میں بھی بجلی نہیں آتی۔

میر جان محمد خان جمالی: جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: یہ جان صاحب آپ کی گورنمنٹ ہے revamping کا ہم نے دے دیا ہے پتہ نہیں کیوں نہیں کرتے۔

میر جان محمد خان جمالی: اگلے جنم میں ہو گی لگتا ہے۔

جناب اسپیکر: نہیں ہو گا تو میں کیا کرسنا ہوں۔

میر جان محمد خان جمالی: بہت سی باتیں اس حکومت میں اگلے جنم میں ہوں گی۔

جناب اسپیکر: کہہ کہہ کر تھک گئے ہیں۔ آپ خود اپنی گورنمنٹ کے خلاف باتیں کریں گے پھر مجھے کہتے ہیں۔

میر جان محمد خان جمالی: گورنمنٹ کون ہے؟ گورنمنٹ اسمبلی کے بعد بنتی ہے۔ اسمبلی بناتی ہے گورنمنٹ، ایسی ہی سارا دون آپ کو خوف ہے ہر چیز کا۔

جناب اسپیکر: جان صاحب اس عمر میں کرنٹ کی ضرورت ہے؟

میر جان محمد خان جمالی: بات سُنیں جناب اسپیکر! جو اصغر ترین صاحب نے مسئلہ اٹھایا ہے۔ اس مسئلے کو سننے کے بعد سردار یار محمد رند special assistant for energy, water, petroleum. میں تو کہتا ہوں کہ سردار صاحب استعفی دے دیں۔ کیوں بیٹھا ہے ایسے لوگوں کی ذمہ داری ہے سردار صاحب کو meeting میں بھی نہیں بلا تے، انہوں نے بلوچستان والوں کے ساتھ مذاق بنایا ہوا ہے۔ سردار یار محمد کو ایک meeting میں بھی نہیں بلا یا جناب ڈپٹی اسپیکر صاحب ایک مینگ میں بھی نہیں بلا یا۔ میرا خیال ہے پھر سردار صاحب بھی ایک جہاں گیر ترین گروپ تیار کریں پھر یہ سیدھے ہو گئے ایسے تو یہ لوگ سیدھے نہیں ہوتے۔ خوف پیدا کریں ان میں جہاں گیر ترین بن کی طرح یہ بھی آنکھ دکھائیں پھر یہ لوگ مانیں گے۔ یہ تو سارا دن تقریریں کرتے ہیں کہ face mask لگاؤ بس یہ کہانیاں ڈالتے رہتے ہیں۔ کہانیاں نہیں چلیں گی۔ سردار صاحب استعفی دیں یا deliverance دیں۔ بہت شکر یہ۔

(اس مرحلہ میں سردار بابر خان موسیٰ خیل، ڈپٹی اسپیکر نے اجلاس کی صدارت کی)

جناب ڈپٹی اسپیکر: بہت شکر یہ جان جمالی صاحب۔

انجینئر زمرک خان اچکزی (وزیر حکومت زراعت و کوآپریٹورز): یہ لائی ہوئی قرارداد میں جان بھی ہے اور حقیقت بھی ہے یہ بات میں آپ کو بتا دوں کہ کیسکو بورڈ بنتا ہے یہ ضروری نہیں ہے کہ اس میں retired کیسکو کے لوگوں کو لیا جائے۔ اس میں جو قبل لوگ ہیں جو agriculture کو سمجھتے ہیں، جو بجلی کو سمجھتے ہیں، جن کو عوام کے مسائل کو حل کرنے کا تجربہ ہو ان لوگوں کو لیتے ہیں بورڈ زکا ممبر بناتے ہیں۔ اس کی مثال پچھلی گورنمنٹ میں آپ دیکھ لیں باقی وہ کوئی پارٹیز بیٹھے ہوئے تھے سب کے ایک ایک دو دو ممبر لیے گئے تھے۔ اور وہ اس بورڈ کو چلاتے تھے اور بجلی کے جو مسائل تھے اس کو حل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ دو سال غیر قانونی طریقے سے اس بورڈ کا time ختم ہوا تھا لیکن ہم اس کو ختم ہی نہیں کر سکتے تھے۔ وہ member دو سال ہماری گورنمنٹ میں بھی بورڈ چلاتے رہے اور facilities لیتے رہے۔ جب بورڈ کا time آیا تو میں نے بذات خود یہ مطالبہ کیا کہ اس پر ہمیں بلوچستان صوبائی حکومت میں جو parties ہیں یہاں پر مشترکہ گورنمنٹ ہے اس کو بیٹھ کے اس کا مسئلہ حل کرنا چاہیے۔ ہم نے وفاقی وزیر سے بھی یہ بات کی میں نے خود کہا جائی یہاں پر بلوچستان کے لوگوں کو لینا چاہیے۔ عمر صاحب تھے اس وقت وفاقی وزیر تو انہی تھے ابھی میرے خیال سے ان کو ہٹا دیا ہے اس سے بات کی، اس نے ہمارے ساتھ وعدہ کیا کہ جب بورڈ بنے گا تو ہم آپ لوگوں کو اعتماد میں لیں گے۔ بورڈ بنایا گیا کسی سے نہیں پوچھا یا سردار یار محمد رند سے تو پوچھا ہی نہیں میرے خیال سے یہاں پر PTI کے جتنے بھی

بیٹھے ہوئے ہیں اُن سے نہیں پوچھا گیا ایک آدھ جو اسلام آباد میں وجود رکھتے ہیں اُن سے پوچھ members کے ایک دو مرز بیہاں کے ڈالے گئے باقی پانچ، چھ، سات members ہیں یہ باہر سے لیے گئے۔ اور اس میں ایسے ممبر لیے گئے جو دو جگہ تجوہ ایں لے رہے ہیں۔ اس میں ایسے member بیٹھے ہوئے ہیں جو سنندھ میں بھی members ہیں اور بیہاں بھی member ہیں۔ جو پنجاب میں بھی ممبر ہے اور بیہاں بھی ممبر ہے۔ یہ بلوچستان کے ساتھ ظلم ہو رہا ہے۔ اور بلوچستان کے حقوق پر اس طرح ڈالتے ہیں دو جگہ ان کی تجوہ اہوتی ہے تین چار لاکھ یادولا کھرو پتے تجوہ ہوتی ہے۔ ہم نے لکھ کر دیا CM سے بھی نہیں پوچھا گیا یہ ہمارے ذریعہ صاحب کو خود کہیں گے کہ مجھ سے نہیں پوچھا گیا۔ میں on the floor کہتا ہوں کہ اس بورڈ کو تحلیل کیا جائے۔ سردار یار محمد رند سے ہماری درخواست ہے کہ وہ اپنی حکومت سے کہہ دے کہ یہ ہمارا حق ہے۔ سردار صاحب سے پوچھے پورا بورڈ سردار صاحب ہی بنالیں ہم ان کے ساتھ اتفاق کرتے ہیں۔ CM بیٹھ جائیں یہ بیٹھ جائیں ہم لوگ بیٹھ جائیں ہمیں پوچھیں لیکن بنایا جائے اس صوبائی حکومت کی مشاورت سے بنایا جائے۔ اور یہ جو recommendations دیں گے تو اُس final کو ان کو ادا کرنا چاہیے۔ وہاں پر بیٹھے ہوئے پتہ نہیں کہاں کے لوگ لیے گئے اور کون سے لوگ ہیں یہ ہمارے منسلکے کو یا قلعہ عبداللہ کو کیا جانتے ہیں یہ پشین کو کیا جانتے ہیں، یہ بارکھاں کو کیا جانتے ہیں، یہ تربت کو کیا جانیں گے۔ بھائی ان لوگوں کے مسائل تو بیہاں کے لوگ ہی حل کر سکتے ہیں۔ بیہاں کے لوگوں سے پوچھ کر حل کرنا چاہیے باہر کے لوگوں کی صرف تجوہ کے لیے یا کچھ جو ان کے مراعات ہیں اُن کو لینے کے لیے ان کے نام دیے گئے وہاں پر اسلام آباد میں بیٹھ کر۔ تو سردار صاحب بہتر جانتے ہیں سردار صاحب سے ہماری درخواست یہی ہے کہ اس میں ہمیں بیٹھایا جائے یہ ہمارا مطالباً اور یہ قرارداد منظور کریں اس کو ہم مشترکہ قرارداد بنائیں گے کہ یہ بورڈ تحلیل ہونا چاہیے اور دوبارہ از سرنو وزیر اعلیٰ کی قیادت میں جو بورڈ بنے گا اتحادی پارٹیاں مل کر اس کو بنائیں۔ اگر یہ ہمارے ساتھ اس طرح کرتے ہیں تو ان کی مہربانی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی سردار یار محمد رند صاحب۔

وزیرِ مکملہ تعلیم: sir میری صرف ایک request ہے یہ سارے جتنے colleagues بیٹھے ہوئے ہیں ان کو تحفظات ہیں پہلے بھی ہو چکا ہے۔ یہ پہلے بول لیں پھر آخر میں up wind کرنے کے لیے مجھے time دیں میں ان کی خدمت میں دولفظ عرض کروں گا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی سردار صاحب سردار ہمیت ان صاحب آپ بات کر لیں پھر ملک صاحب آپ کے

بعد بات کریں۔

وزیر یحکمہ خواراک و مالی گیری: شکر یہ جناب اسپیکر صاحب پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ بورڈ ابھی جو آپ لوگ آئے ہیں نئے ہم تو پچھلے 8 سال سے اس بورڈ کے رکٹرے کھار ہے ہیں۔ 2013ء سے 2018 تک نواز شریف نے یہ بورڈ بنایا اور اُس میں دو پارٹیوں کو نمائندگی دی تھی باقی کسی کی نمائندگی نہیں تھی۔ وہ پھر جس طریقے سے کرتے رہے ہیں میں پھر ماضی میں نہیں جانا چاہتا، میں کسی کی pulling leg نہیں کرنا چاہتا ہوں۔ اب جو بنایا گیا عمر ایوب آیا تھا اس صاحب نے کہا کہ مجی بورڈ Prime Minister صاحب آیا ہوا تھا اور عمر ایوب اُس کے ساتھ آیا ہوا تھا اور ایک اور بھی تھا۔ تو انہوں نے کہا کہ مجی ابھی ابھی نام دیں صحیح کو مجھ سے notification لیں لیکن اُس بات کو ابھی ڈیڑھ سال ہو گئے۔ اب انہوں نے جو بورڈ ہمارے سر پر تھوپا ہے تو یہ پوزیشن ہے جیسے جان جمالی صاحب نے فرمایا کہ وہ اُس کی seat کا کرنٹ ہی چلا جاتا ہے جب یہ retired لوگ، تو ہم نے کو یہاں تک کیا ہے جس جگہ دیکھیں retired group گھسا ہوا ہے یعنی retired group۔ وہ بابے سارے بھادرتے ہیں۔ جیسے زمرک خان نے کہا کہ دو دونوں میں لے رہے ہیں وظینے کھار ہے ہیں اُن کو کیا پتہ ہے کہ بلوچستان کے معروفی حالت کیا ہیں۔ میرا خیال ہے جان جمالی کی طرف جس seat پر بیٹھتے ہیں اُس کا کرنٹ ہی چلا جاتا ہے باقی تو جو کریں گے وہ کریں گے۔ پہلی بات تو یہ ہے جناب اسپیکر صاحب اس کو مہربانی کر کے اصغر علی ترین کی قرارداد ہے اس کو پورے ایوان کی قرارداد بنا لیں اس سے پورا ایوان متاثر ہے۔ نمایادی ہماری survival کا ذریعہ ہی یہی زراعت ہے، یہی بجلی ہے۔ چار گھنٹے کرنٹ آئے گا تو ہم اپنے بچوں کا بیٹھ پال سکیں گے۔ اب اگر اس type کے لوگ جو باہر سے نازل کیے گئے ہیں وہ بورڈ ہو گا تو وہ بورڈ موسیٰ خیل، بارکھان، لورالائی، پشین، ٹزوپ، ہرنائی، قلات، تربت، نصیر آباد، اُس کو کیا پتہ ہے۔ وہ ہمارے چچا ہوتے تھے اس نے کہا کہ ہم لوگ امتحان دے رہے تھے آگے ایک لاکھ کا لکھ رہا تھا تو پچھے والا اُس کی نقل کر رہا تھا۔ آگے والا لکھ رہا تھا کہ قسطنطینیہ ایک بہت بڑا سمندر ہے جس میں بہت بڑے جہاز آ کے لنگر انداز ہوتے ہیں تو وہ پیچھے نکل کرنے والا بھی وہی لکھتا جا رہا تھا۔ ان کی حالت یہ ہے کہ قسطنطینیہ علاقہ ہے سمندر ہے ان کی بلوچستان کے بارے میں وہی پوزیشن ہے۔ تو جناب اسپیکر صاحب ہم treasury benches کی طرف سے سردار صاحب کی پارٹی کی گورنمنٹ ہے وہاں پر ہم بھی اُس کے allies ہیں۔ سردار صاحب سے گزارش کریں گے کہ جیسے انہوں نے فرمایا کہ wind up یہ کریں گے ان کے کتنے اختیارات ہیں وہاں پر یہ بھی آپ کو بتائیں گے شاید۔ ہم گزارش کرتے ہیں کہ کوئی احتجاج ہونا چاہیے وہاں پر۔ یا

آپ ایک کمیٹی بنائیں دونوں سایئنڈ سے ہم چلے جائیں اسلام آباد عدید کے بعد اور جا کے بات کریں اگر وہ نہیں مانتے تو دھرنا دیں گے مجبوری ہے، یہ ہماری زندگی کا سوال ہے بلوچستان کی زندگی total zraught پر depend کرتی ہے۔ اور زراught میں ریڑھ کی ہڈی آپ کی بھلی ہے۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ ہم بھرپور اس قرارداد کی حمایت کرتے ہیں آپ مہربانی کر کے وونگ کراتے ہیں یا اپنے طور پر، میں treasury کی طرف سے گزارش کر رہا ہوں کہ اس کو اس ایوان کی مشترکہ قرارداد قرار دیا جائے۔ اور ایک کمیٹی تشکیل دی جائے میرے فاضل دوست شاء بلوچ وہاں اسلام آباد میں بھی رہا ہے اور یہاں بھی رہا ہے ان کی رگیں جانتے ہیں کہ کون سی رگ پر کس جگہ پروہ کہتے ہیں کہ game of nerves جس کو بولتے ہیں نہ یہ جانتا ہے کہ وہ کون سی رگ دبانی ہے۔ تو ان کی سربراہی میں ہمیں قبول ہے۔ ایک کمیٹی آپ تشکیل دیں مہربانی کر کے ہم چلے جاتے ہیں۔ یہ آپ کا بھی سانجھا مسئلہ ہے میرا بھی مسئلہ ہے اور تمام دوستوں کا ہے۔ اس قرارداد کو مشترکہ قرارداد قرار دیں ہم اسکی بھرپور حمایت کرتے ہیں۔ thank you very much۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: یقیناً سردار صاحب پورے بلوچستان کا مسئلہ ہے۔ جی ملک صاحب!

ملک نصیر احمد شاہواني: شکریہ اسپیکر صاحب میرے خیال میں جس طرح دوستوں نے کہا کہ یہ پورے بلوچستان کا مسئلہ ہے۔ اور خصوصاً سردار صاحب جو اس وقت Special Assistant related ہیں۔ یہ تمام چیزیں اُن سے ہیں بدمتی یہ ہے کہ وہ خود بھی اظہار فرمائیں گے وہ کتنا با اختیار ہے یا کیا کچھ کر سکتے ہیں۔ باقی صوبائی حکومت کی سفارش پر جناب اسپیکر صاحب یہ بورڈ میں ابھی تک شامل نہیں ہیں۔ اور جس شامل ہوتے ہیں۔ لیکن یہ consumers کے نمائندے اس بورڈ میں ابھی تک شامل نہیں ہیں۔ جو سندھ بورڈ کے بھی ممبر ہیں اور پنجاب بورڈ میں بھی ایک چیسر میں بھی ان سے تعلق رکھتا ہے۔ تو وہ دو جگہ سے مراعات بھی لے رہا ہے اور بدمتی سے پہلی دفعہ یہ تاریخ میں ہو رہا ہے۔ کہ اس بورڈ کے جو جتنے بھی meeting ہو رہے ہیں کراچی میں تین ممبران ہیں وہ بیٹھ کے وہاں پر meeting کھی کرتے ہیں اور بلوچستان کے بارے میں فیصلے بھی کرتے ہیں۔ اور جتنے بھی ہمارے MPAs کے اپنی بھلی کے لیے جناب اسپیکر صاحب انہوں نے فنڈر دیئے ہیں وہ سب انہوں نے ابھی روکے رکھے ہیں۔ وہاں سے فیصلے کرتے ہیں یہ ہونا چاہئے یہ نہیں ہونا چاہئے۔ آپ کے آئندہ آنے والے دونوں میں village electrification کے حوالے سے ابھی 70% بھلی بلوچستان میں زرعی consumers استعمال کرتے ہیں agriculture

- لیکن زراعت کا کوئی ایک نمائندہ بھی یہاں پر اس بورڈ کے اندر شامل نہیں ہے۔ تو میں چاہتا ہوں سردار صاحب اس معاملے پر بات بھی کریں گے۔ لیکن اُن سے قبل آپ پھر آخر میں یہ رولنگ دیدیں۔ کہ اس بورڈ کو فی الحال معطل کر کے تخلیل کر دیں۔ آپ کے اختیار کا یہ حصہ ہے اُس کے بعد نیا بورڈ آپ کے مشورے سے جو بھی بنائیں گے۔ اپوزیشن اُس میں ہو یا نہ ہو۔ کم از کم وہ بلوچستان سے تعلق رکھنے والے لوگ تو ہوں۔ بہت مہربانی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ ملک صاحب۔ جی دمڑ صاحب!

وزیر حکومت پیلک ہیلتھ انجینئرنگ و اسما: جناب اسپیکر اگر اجازت ہو تو اس قرارداد کے بارے میں دوستوں نے بڑی اچھی باتیں کی اصغر ترین نے جو قرارداد پیش کی ہے۔ میں تو اپنی طرف سے ان کی مکمل حمایت کرتا ہوں اور ساتھ اس قرارداد کے حق میں میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ جو بورڈ ہے بورڈ یقیناً اس کے بارے میں ہر کسی کو اتنا تھوڑا بہت علم ہو گا۔ میں نے بھی جہاں تک کیسکو والوں سے بات کی ہے۔ اور یہ سارے دفتر والے یہی رونارو ہے ہیں۔ کہ ہمارے بورڈ میں باہر کے لوگ آگئے ہیں اور ہمیں کام کرنے نہیں دے رہے ہیں لوگ سارے باہر سے کراچی کے یا پنجاب کے لوگ آئے ہیں۔ جو کہ یقیناً اس صوبے کے ساتھ ظلم اور زیادتی ہے۔ اور یہاں کے مقامی بندوں کا انتخاب یا اس کا ہونا بہت لازمی ہے۔ جو کہ پہلے اسی طرح ہوتا تھا بھی بھی اس میں ہونا چاہئے تھے۔ یہاں کے مقامی لوگوں کو۔ لیکن بدختی یہ ہے مجھے نہیں پتہ کہ یہ کس کی proposal پر کس کی سفارش پر ان بندوں کا انتخاب ہوا ہے۔ مرکز سے ہوا ہے ظاہری بات ہے ہمارے صوبے سے کسی نے رابط نہیں کیا ہے۔ اور جس طرح لوگ کہہ رہے تھے ہمارے مرکزوں والوں نے اپنی ہی پارٹی سے رابط نہیں کیا ہو گا۔ ورنہ یہ اپنی پارٹی کو تو اس طرح نہیں کہتے تھے کہ باہر سے لوگ لیں۔ ابھی وہ لوگ جو کراچی کے ہیں ہمارے یہاں پر جو meeting ہوتی ہے وہ meeting میں بھی نہیں آتے ہیں۔ اور یہاں پر جو مسئلے مسائل ہوتے ہیں وہ ان مسائل سے بالکل ناجبر ہیں کیسکو چیف کا کہنا یہ ہے کہ ابھی ہماری بلوچستان حکومت جو فنڈ دیتی ہے پھر ہم اپنے فنڈز سے کسی گاؤں کو بجلی دیتے ہیں یا کہیں ایک گرد اسٹیشن بناتے ہیں۔ ان کا بھی اس بورڈ سے منظوری لانا بھی لازمی ہے انہوں نے اپنے شرائط رکھے ہیں اور اتنے سخت شرائط رکھے ہیں کہ وہ بلوچستان والے fulfilment کر سکتے ہیں۔ ہماری بجلی کے اس معاملے میں جو نئے construction کرتے ہیں نئی بجلی لگاتے ہیں بلوچستان میں تو اس میں ایک بڑی رکاوٹ ہے۔ تو یہ میرے خیال میں جس طرح دوستوں نے کہا کہ ایک مشترک کے قرارداد ہونا چاہئے اور اس حوالے سے جو بھی ہوا یک ہی آواز ہو کے کیونکہ نہیں ہے کہ ہمارے باہر کے ممبر تنخواہ لے رہے ہیں دولا کھرو پے تنخواہ ہوان کا اپنادیتی وہ ہو گا۔ لیکن ہمارے پورے صوبے کا کام روک جائے گا

- ہمارے پورے صوبے کی جو development ہو گی بھلی کے حوالے سے وہ رک جائے گی۔ ہماری ایک پالیسی تبدیل ہو جائے گی پالیسی ہماری بلوچستان کے حوالے سے ان کی جو ہے اچھی پالیسی نہیں ہے۔ وہ اپنی ہی پالیسی کے تحت پتہ نہیں کس پالیسی کے تحت وہ آئے ہیں۔ اپنی ہی پالیسی بلوچستان پر لاگو کرنا چاہتے ہیں۔ تو یہ یقیناً ایک serious مسئلہ ہے۔ یہ serious انداز میں اٹھانا چاہئے صرف ایک قرارداد کی حد تک نہیں۔ میں تو کہتا ہوں جو بھی ہم سے ہو سکے مشترک طور پر اس کے لیے جدوجہد کرنی چاہئے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ دمڑ صاحب۔ آپ اپنی chair پر کھڑے ہو کر بات کریں۔ جی مٹھا خان کا کڑ صاحب

جناب مٹھا خان کا کڑ (وزیر مکمل امور حیوانات): مہربانی جناب اسپیکر۔ جناب اسپیکر میں نے 22 کروڑ روپے کے فنڈ رزرو بکھلی فراہمی کے لئے دیئے ہیں۔ کیسکو کو فنڈ رزرو لیز بھی ہوئے اور اس بابت میڈر بھی ہوئے لیکن کام اب تک شروع نہیں کیا ہے۔ میں کیسکو چیف سے جب اس بابت پوچھا کہ کام کیوں شروع نہیں کرتے ہو کہتا ہے کہ ابھی پہلے آپ نے میٹر لگانا ہے میٹر کے پیسے جمع نہیں ہیں۔ میرے خیال میں میٹر کے پیسے 10 لاکھ ہوں گے یہ 22 کروڑ روپیہ انہوں نے ابھی تک نہیں لگایا ہے۔ میٹر تو عوام کی ذمہ داری ہے یا ان کی ذمہ داری ہے حکومت کی ذمہ داری تو نہیں ہے۔ اگر آپ اُس کو بلا کیں کہ 22 کروڑ روپے کا میڈر آپ نے کیوں روکا ہے۔ مہربانی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ کا کڑ صاحب جی مبین خان خلجمی صاحب!

جناب محمد مبین خان خلجمی (پارلیمنٹی سیکریٹری): جناب اسپیکر صاحب بڑی مہربانی اصغر ترین صاحب نے بہت اچھا اہم مسئلہ اٹھایا ہے۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں آپ لوگوں کی information کے لیے۔ کہ 2018ء میں ہی اس کے لیے بلوچستان گورنمنٹ جام کمال صاحب نے کچھ نام بھجوائے تھے۔ بلکہ ایک نہیں دو دفعہ نام بھجوائے تھے اور ان میں سے کوئی کہا تھا کہ اس میں جو ہے آپ نے بلوچستان کے لوگوں کو رکھنا ہے کیونکہ اس کا تین سالہ نام ہوتا ہے۔ مگر اُس کے اوپر بھی کوئی کام نہیں ہوا میں مثال کے طور پر بلوچستان کے ساتھ اس میں ظلم ہوا ہے۔ بلوچستان کے لوگوں کے ساتھ ظلم ہوا ہے۔ اس کی میں مخالفت کرتا ہوں اگر منستر صاحب نے اپنی ذاتیات پر لوگوں کو رکھا ہے وہ ایک اچھی بات نہیں ہے۔ اس میں میرے خیال سے ایک یاد و بندے صرف کوئی کے ہیں باقی تو پنجاب سے یا سندھ سے لئے گئے ہیں۔ تو میں ان کی قرارداد کی حمایت کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ جی نوابزادہ صاحب!

نوابزادہ گہرام بگٹی: شکریہ جناب اسپیکر صاحب دیکھیں کمیٹی کے لیے جو لوگ کراچی میں بیٹھے ہوئے ہیں یا مختلف پاکستان کے حصوں میں بیٹھے ہوئے ہیں ان کو نہیں پتہ ہمارے بلوچستان کے مسئلے یا مسائل کیا ہیں۔ اور مٹھا خان صاحب بالکل صحیح بول رہے تھے کہ 22 کروڑ روپے دیئے ہوئے ہیں میرے خیال میں پتہ نہیں کتنے سالوں سے ہے میں نے خود 15 کروڑ روپے دیئے ہوئے ہیں۔ لیکن آج تک وہ سامان ہمیں نہیں مل رہا ہے۔ آج کل تو ایسے حالت بن چکے ہیں کہ رمضان کے اندر بلوچستان کے مختلف areas میں پندرہ پندرہ، سولہ سولہ گھنٹے لوڈ شیڈنگ ہو رہی ہے یہ کیسکو کی مہربانی ہے کہ کل ہمارے ڈریہ بگٹی میں 18 گھنٹے کی لوڈ شیڈنگ کا اعلان کر دیا ہے۔ لیکن اسپیکر صاحب بتائیں ہم لوگ عوام جائیں تو کہاں جائیں روزے کے مینے میں بھی یہ ایسے حالت پیدا کر رہے ہیں جس کے اندر لوگوں کے پاس بجلی نہیں ہے اور وہاں اتنی بڑی گیس فیلڈ کمپنی ہے جس کی وجہ سے آپ خود دیکھیں وہاں کتنی pollution نکلتی ہے اور وہی لوگ پورا دن سانس لے رہے ہیں اور اُس کی وجہ سے گرنی بھی پیدا ہو رہی ہے اور پھر بجلی بھی نہیں مل رہی ہے۔ یہ تو ظلم ہو رہا ہے۔ کم از کم اگر ہو سکے۔ آپ چیف کیسکو کو یہاں بلا تائیں۔ آپ ان سے جواب طلب کریں کہ بلوچستان میں آپ بجلی کیوں نہیں دے رہے ہیں۔ پاکستان کے اندر ہر جگہ ample بجلی produce ہو رہی ہے۔ ہم بھی یہاں کے شہری ہیں ہماری چیزیں یہاں سے لیکر جاتے ہیں ان کے پتے نہیں دیتے ہم بلوچستان کے لوگوں کو۔ لیکن جب ہم کچھ مانگتے ہیں بولنے ہیں پہلے آپ پتے رکھیں پھر ہم آپ کو دیں گے۔ یہ ظلم کب تک چلے گا جی بس یہی میں بولنا چاہتا ہوں۔ بڑی مہربانی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ بگٹی صاحب جی میرے خیال سے ابھی سردار نہ صاحب اس کو conclude کریں! جی

وزیر مکملہ تعلیم: بسم اللہ الرحمن الرحمن۔ اسپیکر صاحب! میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے مجھے اپنا موقف بیان کرنے کا موقع دیا ہے۔ میرے خیال سے اب میرے بولنے کی گنجائش نہیں رہی ہے خواہ گورنمنٹ میں ہمارے ممبرز ہیں خواہ وہ independent benches میں بیٹھے ہوئے ہیں یا اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ سب نے ایک دہائی دی ہے، ایک ہی فریاد کیا ہے وہ ہے واپڈا۔ سردیوں میں سوئی گیس اور گرمیوں میں دونوں سیزن میں واپڈا نے یہاں ایک ظلم کا بازار گرم کیا ہوا ہے۔ یہ بات کہتے ہوئے مجھے دکھ بھی ہو رہا ہے، تکلیف بھی ہو رہی ہے کیونکہ اس وقت مرکز میں میری حکومت بیٹھی ہوئی ہے۔ PTI کی حکومت بیٹھی ہوئی ہے۔ اور میں یہ بھی بتاتا چلوں بہت سارے دوستوں نے مجھے کہا بھی سہی کہ جی آپ کو انہوں

نے responsibility دی ہے، ذمہ داری دی ہے، اسپیشل اسٹینٹ بنایا ہے۔ ضرور مجھے بنایا گیا ہے مجھے نامزد ضرور کیا گیا ہے۔ مگر افسوس ہے میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں۔ کہ صرف نوٹیفیکیشن کی حد تک تو میں اسپیشل اسٹینٹ ہوں میں پرائم منسٹر کا اس سے زیادہ میرا کوئی عمل خل نہیں۔ اس سے پہلے ہمارے جو مرکزی واپڈا کے وزیر تھے عمر ایوب صاحب۔ مجھے افسوس ہے کہ حکومت بننے سے پہلے تک، حکومت الیکشن سے وہ تین مہینے تک وہ (ن) لیگ کے نمائندے تھے۔ ان کے وزیر تھے۔ ہماری بدشتمی ہے کہ اُس جیسے آدمی کو یہاں وزیر بنایا گیا۔ جونہ ہم سے بات کرنا پسند کرتے تھے۔ نہ ہماری بات سننا پسند کرتے تھے، اور نہ ان تین سالوں میں ایک دن انہوں نے مجھے کسی مینگ کے لیے بلا�ا۔ مجھے اس لیے بھی افسوس اور تکلیف محسوس ہو رہی ہے کہ میں نے اس PTI کے لیے مسلسل struggle کی، کوشش کی اور بلوچستان کے ایک ایک ڈسٹرکٹ میں گیا۔ ایک ایک آدمی کے پاس گیا اور اور آج شکر ہے الحمد للہ میں یہاں کھڑا ہوں اور آپ وہاں بیٹھے ہوئے ہیں اسی پیٹی آئی کو ہم نے یہاں تک پہنچایا کے آج وہ ایوانوں میں موجود ہیں۔ سر میں پورے ہاؤس سے request کروں گا کہ کوئی بولتا ہے تو میں disturb ہو جاتا ہوں۔ تو میں معافی چاہتا ہوں مجھے تھوڑا سا موقع دے دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: مٹھا خان کا کڑ صاحب چیسے سینئر لوگوں نے order in the house کا کڑ۔

وزیر حکمہ تعلیم: کچھ دوستوں نے جمالی صاحب چیسے سینئر لوگوں نے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: مٹھا خان کا کڑ صاحب آپ بہت شور کرتے ہیں ہر جگہ جب آپ بیٹھتے ہیں تو آپ شور کرتے ہیں۔

وزیر حکمہ تعلیم: تو عرض آپ کی خدمت میں یہ کرنا تھا کہ انہوں نے کہا کہ آپ کو resign کرنا چاہیے۔ آپ کو یہ عہدہ چھوڑ دینا چاہیے۔ اخلاقی طور پر یہ بات انہوں نے صحیح کی ہے۔ اگر مجھے نہیں سنا جاتا مجھے اہمیت نہیں دی جاتی تو پھر مجھے یہ عہدہ رکھنا نہیں چاہیے، اخلاقی طور پر ایک سیاسی آدمی ہونے کی حیثیت سے ایک بلوچستانی ہونے کی حیثیت سے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں میں نے حتی الوضع کوشش کی پرائم منسٹر صاحب کوئی خطوط لکھے مگر کہیں بھی ہماری شنوائی نہیں ہوئی کیونکہ اس وقت حالات ہمارے مرکزی گورنمنٹ کے ایسے ہیں کہ میرا ایسے act سے میرا کسی ایسی چیز سے ان کو نقصان پہنچ سکتا تھا اس لئے میں ابھی تک خاموش ہوں۔ مگر یہ میں ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ رمضان اور عیدِ گزر جائے میں ذاتی طور پر جاؤں گا پرائم منسٹر صاحب سے ملوں گا پرائم منسٹر صاحب کو بتاؤں گا اور تحریری طور پر بھی ان کو لکھوں گا۔ اگر میری شنوائی نہیں ہوئی تو میں اس ایوان کے سامنے معزز ایوان کے سامنے یہ وعدہ کر رہا ہوں انشاء اللہ و تعالیٰ مجھے پھرائی ہی ذمہ داری نہیں چاہیے میں انشاء اللہ

اگر میری بات سنی نہیں گئی تو میری خواہش ہو گی ایوان کے سارے ممبرز کو لے کے میں پرائم منیر کے پاس جاؤں۔ اور ان کو بتاؤں کہ خان صاحب! آپ کے وقت میں جو main departments ایک گیس ہے دوسرا ہے واپڈا۔ اور دونوں کا تعلق بلوچستان سے ہے۔ پچھلے پچاس سالوں سے ہمارا خون جلتا رہا ہے۔ اور پاکستان کی معیشت کا پہیہ چلتا رہا ہے مگر اب آپ لوگ ہمیں فاقتوں پر لے آئے ہیں کیونکہ پوری معیشت جو ہماری ہے۔ بلوچستان کی وہ صرف اور صرف واپڈا کے اوپر ہے ٹیوب دیل پہ ہے ایگر یلچھر پہ ہے۔ اگر آج ہماری یہ صورت حال ہے اخخارہ اخخارہ لختے جہاں میں خود بیٹھا ہوں۔ ہمیں بجلی نہیں ملتی۔ اگر ملتی بھی ہے ایک phase کو ختم کر دیتے ہیں۔ جب ان سے بات کریں چیزیں کیسکو سے بات کریں، سیکرٹری اور منیر صاحب کو پتہ نہیں ہے بلوچستان بھی پاکستان کا کوئی صوبہ ہے۔ ان کو تو صرف ایک چیز کا پتہ پڑتا ہے۔ کہ بلوچستان سے گیس کتنی نکلی۔ میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ پچھلے ساٹھ کی دہائیوں سے یہ گیس کہاں سے نکلتی رہی ہے۔ آج کہتے ہیں کہ سندھ میں گیس زیادہ نکل رہی ہے۔ سوئی کے کنوئیں خشک ہو رہے ہیں۔ یہ figures کس نے دیے؟ کوئی ادارہ ہے یا وہاں کون سے ایسے لوگ آئے جنہوں نے یہاں پر سروے کی ہے کہ بلوچستان کا گیس کم ہوا ہے؟ مجھے اس کی پریمی شک ہے۔ کہ یہ ہمیں صحیح facts and figures دیتے ہمیں صحیح رائٹنگ نہیں دیتے اگر سوئی کے لوگوں کو 60 سال سے مطمئن کیا گیا ہوتا چالیس سال سے مطمئن کیا گیا ہوتا تو آج سارے وہ بلوچ جن کے علاقوں میں گیس ہے وہ خود جا کے گیس اور واپڈا والوں کے ساتھ کھڑے ہوتے۔ کسی کو جرات نہ ہوتی پھر وہ پائپ لائن کو پنچھر کرتا یا کسی سرکاری انسٹی لیشن کو وہ بند کرتے وہ خود اس کے محافظ بن کر کھڑے ہو جاتے۔ مگر اب کیوں کہ پتہ ہے بلوچستان کے لوگوں کو ہمیں یہاں سے کچھ نہیں ملنا ہے۔ اب یہ بیٹھے ہوتے ہیں گیس کی بات کرتے ہیں۔ نوابزادہ گہرام بھی شاید اٹھ کے چلے گئے ہیں ان کے پاس ٹائم نہیں ہے بہت مصروف لوگ ہیں۔ میں کہتا ہوں سوئی گیس نکل رہی ہے وہاں کیوں power generation کا ایک چھوٹا سا یونٹ نہیں لگا دیتے۔ کم سے کم ڈیرہ بکھٹی ڈسٹرکٹ کو کم سے کم بجلی مہیا ہوتی مگر سر یہاں پر فیڈرل سیکریٹریز فیڈرل منسٹرو وہ نہ بلوچستان کو بلوچستان سمجھتے ہیں نہ اس ملک کا حصہ سمجھتے ہیں نہ اس کی اہمیت کو جانتے ہیں۔ میں آج برملائیت ہوں میں یہاں پر پرائم منیر کو کہتا ہوں کہ وہ سروے کرائیں کہ ہزارہ ڈسٹرکٹ میں کتنے گاؤں کو اور کتنے پرسنٹ پاپلیشن کو وہاں پر گیس اور بجلی مل چکی ہے۔ مگر ہمیں نہیں پوچھا جاتا۔ یہاں جس طرح ابھی پورے ہاؤس نے کہا بہت یہاں بنایا گیا ہے کس سے پوچھا گیا ہے۔ میں آپ کے سامنے بیٹھا ہوں مجھے پتہ تک نہیں مجھے اس وقت پتہ چلا جب نوٹیفیکیشن ہو گیا۔ اور مجھے یہ بھی پتہ ہے یہ کس طرح بنا اور

کس سفارشوں سے بنائتی investment کے بعد یہ بنا ہے۔ خان صاحب! ہم آپ کو دعوت دیتے ہیں لاکھوں لوگوں نے ووٹ دیا ہے آپ کو بلوچستان کے۔ آپ نے ہم سے وعدے کئے تھے آپ نے ہم سے promises کیے تھے آج ہم آپ کو اس اسمبلی کے through کی حوالات ایسے نہیں ہیں کہ اٹھ کے ہم کوئی ایسی چیز کریں جس سے آپ کو یا آپ کی حکومت کو تکلیف ہو مگر خان صاحب ہمارا مرنا ہمارا جینا اسی بلوچستان کے اندر ہے۔ انہی لوگوں کے ساتھ ہے۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے)۔ ہم صرف اس لیے پیٹی آئی میں آئے تھے ہم دوسری جماعتوں کو آزمائچے تھے۔ آپ ہماری آخری امید تھے۔ اور میں نے آپ کو کہا بھی تھا کہ خان صاحب! ہمارے جیسے لوگوں کی آپ آخری امید ہیں۔ اس کے بعد ہمارے پاس امید کی کوئی کرن نہیں ہے۔ مگر افسوس ہے دوبارہ میں اس اسمبلی میں کہتا ہوں کہ خان صاحب! آپ کے وزراء، آپ کی حکومت جو ہمیت بلوچستان کو دینی چاہیے تھی اور بلوچستان کو لوگوں کو دینی چاہیے تھی، بلوچستان کے development کو دینی چاہیے تھی وہ نہیں مل رہی ہے ہمیں۔ ہم سے پوچھاتک نہیں جا رہا ہے۔ اگر آپ نے نہیں بنانا ہے تو نہ بناتے ہمیں۔ ہم لوگوں کے سامنے جوابدہ ہیں لوگ ہم سے پوچھتے ہیں۔ میں آج آپ کو اس معزز زایوان کے اندر کہہ رہا ہوں کہ ہم سے کوئی چیز نہیں پوچھی جاتی کسی بھی میئنگ میں آج تک 3 سالوں میں نہیں بلا یا گیا ہے۔ ہم منتخب نمائندے ہیں۔ ہم کسی سے مانگ کے نہیں آئے ہیں۔ نہ ہم پاؤں کے اور ہاتھوں کے ووٹ لگا کے اسٹیمپ لگا کے چوری کر کے مینڈیٹ لے کے آئے ہیں۔ ہم اپنی عوام سے مینڈیٹ لے کر آئے ہیں۔ اور ہمیں فخر ہے نو، وونچہ ہمیں ہمارے اپنی عوام نے اسمبلیوں میں بھیجا۔ میں آپ سے یہ وعدہ کرتا ہوں۔ یا تو میں اس واپڈا کو اور گیس کو ٹھیک کروں گا اور یہاں جو یہ بیٹھے ہیں۔ یہ کیا پریزنسیشن دیتے ہیں کہ 90% ہم کو یہاں recoveries نہیں ہوتی ہیں۔ بلکہ ہوتی ہے ریکوریز، یہ چیف سے لے کے، چیئر مین کیسکو سے لے کے، سیکرٹری واپڈا تک یہ پیسے وہاں تک جاتے ہیں۔ ان کے لائنز میں اتنے مضبوط ہیں جتنا ان کا ایک ایکسین بھی نہیں ہے۔ جس طرح یہ ریکوریز کرتے ہیں۔ جس طرح یہ ناجائز طریقے سے بجلی بیج رہے ہیں اور جائز ہو تو، ایک مثال ہمارے علاقے کی ہے کہ جو بل دیتا ہے وہ ہم کو گالی دیتا ہے۔ تو آپ خود اندازہ کر لیں کہ آپ جا کے کسی کو گالی دیدو، اس سے کیا امید رکھیں گے۔ وہ کہتے ہیں directly ہم سے ڈیل کرو۔ خان صاحب یہ جتنے لائن لائز ہوتے ہیں بلوچستان کے لوگ دیتے ہیں۔ مجھے گلہ تو جام صاحب سے بھی ہے کہ جام صاحب نے بھی آج تک ایک دن بھی بیٹھ کے واپڈا کے بارے میں یہاں کے مسائل اور ایشوز کے بارے میں ہم سے بات نہیں کی ہے۔ جام صاحب کا بھی فرض بتتا ہے۔ چیف ایگزیکٹیو ہے صوبے کا، کیوں خان

صاحب سے بات نہیں کرتے کیوں مرکز سے بات نہیں کرتے۔ کیوں ان نالائقوں کا ایک ٹولا اور ناٹلی لوگوں کو بلوچستان میں بٹھایا ہوا ہے۔ میں نے آفر کی تھی چیئرمین کیسکو کو اور یہ بات میں نے منظر کو بھی کہی تھی کہ یار آپ کہتے ہیں کہ 90% لائن لائز ہیں۔ آپ ایک کام کریں میں نے کہا مجھے آپ 50% پر source at میٹرگا میں گرد اسٹیشن سے اور میں لکھ کے آپ کو بینک گارنٹی دیتا ہوں 50% آپ مجھ سے لے لیں مگر وہ ان کو قابل قبول نہیں ہے۔ کیونکہ ان کے گھرانے کے کچھ ان کی عیاشیاں وہ کہاں سے چلیں گی۔ آج تین سال کے بعد مجبوراً اس ہاؤس کے اندر مجھے بولنا پڑ رہا ہے اور میں یہ آپ کو بتا رہا ہوں، عید کے بعد اگر آپ میں بھی کوئی ہمت ہے میرے ساتھ چلیں اگر ہماری بات مانی گئی تو ٹھیک ہے نہیں مانی گئی تو یہ میں ہاؤس کے اندر وعدہ کر کے آتا ہوں کہ میں وہاں انشاء اللہ اپنی یہ جو ایڈ وائزری مجھے ملی ہوئی ہے یا اپیشل استنسٹ ہے میں وہاں استعفی دے کے پھر انشاء اللہ میں بلوچستان آؤں گا۔ اس اسمبلی میں آؤں گا۔ تو میں اس ہاؤس کے تھرو آپ سے ریکویٹ کرتا ہوں میں جاؤ نگا پر ام منظر کے پاس یہ جو یہاں آج ہمارے ممبران نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے یہ اٹھا کے میں انشاء اللہ convey کروں گا اپنی حکومت کو، وزیر اعظم صاحب کو اگر ہماری سنی گئی تو انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے یہ مسائل حل ہوں گے انشاء اللہ آپ کو بجلی بھی پہنچے گی اور آپ کے مسائل بھی حل ہونگے نہیں ہو سکیں تو پھر میں آپ کیساتھ کھڑا ہوں گا، اور واپڈا کو یہاں بیٹھ کے اس کو ڈینگڈنیں کروں گا۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ: سردار صاحب آیا قرارداد نمبر 104 منظور کی جائے؟ قرارداد نمبر 104 منظور ہوئی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جناب ثناء بلوج صاحب رکن صوبائی اسمبلی آپ اپنی قرارداد نمبر 105 پیش کریں۔

جناب ثناء اللہ بلوج: بسم اللہ الرحمن الرحيم، شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ ہرگاہ کہ یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ بلوچستان پاکستان کا پسمندہ ترین صوبہ ہے اور بجٹ 2021-2022ء وفاق و بلوچستان کی سطح پر تنقیل کے آخری مراحل میں ہے۔ پاکستان میں غیر منصفانہ ترقی اور نابرابری پر اپریل 2020ء میں اقوام متحده کے ذیلی ادارہ یوائین ڈی پی پاکستان کی رپورٹ میں بلوچستان کی رو بے زوال سماجی معاشرتی پہلوؤں پر تشویش اور انکے حل کیلئے سفارشات پیش کی ہیں۔ لہذا بجٹ 2021-2022ء اور پی ایس ڈی پی کی تنقیل کے وقت وسائل کی سماجی، معاشری اور معاشرتی ترقی پر خرچ کرنے کے لئے بلوچستان حکومت تمام اضلاع کو تعلیم، صحت، ہنر مندی اور روزگار کے موقع کے لئے یکساں اور منصفانہ نہذر کی فراہمی کو پیشی بنائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: قرارداد نمبر 105 پیش ہوئی، موزونیت کی وضاحت فرمائیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: سردار صاحب ابھی اگر آپ لوگ بھی تھوڑا سا خاموش ہوں گے جس طرح پہلے، سردار صاحب تھوڑی سی میرے خیال میں اگر مہربانی، شکریہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ شکریہ جناب اپسیکر صاحب کے آپ نے بات کی میرے قرارداد یہ بالکل واضح ہے آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس وقت اپریل کا مہینہ ہے نصف اپریل کے مہینے میں ایک روپورٹ میرے ہاتھ میں ہے یہ 2020 اپریل میں شائع ہوئی، اس کا نام ہے جناب والا پاکستان نیشنل ہیومن ڈولپمنٹ روپورٹ on in equality یعنی پاکستان میں عدم مساوات، بے انصافی پر ایک مشتمل روپورٹ بنائی گئی اور جس میں بلوچستان کے حوالے سے بہت ہی بھی انک فتم کے اعداد و شمار دیے گئے ہیں کہ کس طرح گزشتہ بچپاس سے ساٹھ سالوں میں ستر سالوں میں بلوچستان کی سماجی معاشری، معاشرتی، تعلیم، روزگار، صحت اور تمام شعبوں میں بلوچستان پیچھے کی طرف بڑھتا گیا ہے۔ جناب والا اصل میں یہ روپورٹ ہے اس کی اہمیت کیا ہے۔ مجھے یہ شرف حاصل ہے کہ میں اس کا ایڈواائزری کو نسل کا ممبر بھی تھا، ڈاکٹر حافظ پاشا صاحب اس کو لیڈ کر رہے تھے۔ 1990 کی دہائی کے بعد ڈاکٹر محبوب الحق صاحب نے دنیا میں ایک نیا تصور پیش کیا کہ قوموں کی ترقی یا قوموں کی خوشحالی کا پیانہ وہ قومی دولت نہیں ہے۔ یعنی اگر کوئی ملک بہت امیر ہے اس کے اسٹیٹ بینک میں کوئی چالیس سے بچپاس ارب ڈالر پڑے ہیں اگر ان پیسوں کو دیکھا جائے تو اس کو امیری نہیں کہتے ہیں۔ لہذا انہوں نے کہا کہ کسی بھی قوم کی کسی بھی ملک کی اصل طاقت اس کی اصل معیشت یا اصل عوام کی حیثیت کو دیکھ کر اس کی دولت کا اندازہ لگانا ہوگا۔ یعنی کہنے کا مقصد یہ تھا کہ جو عوام ہیں وہ کسی ملک اور قوم کی دولت ہوتے ہیں۔ پیسے یہ بینکوں میں پڑا ہوا پیسہ وہ کسی قوم کی دولت نہیں ہوتا اسی کو پیانہ بناتے ہوئے جناب والا! اس میں کہا گیا تھا کہ ہمیں ناپنا ہوگا، ہمیں جانپنا ہوگا، ہمیں پیاپیش کرنی ہوگی، کہ جن جن علاقوں میں عوام رہتے ہیں ان کے معیار زندگی کیا ہے ان کی لمبی اور سخت و زندگی کیسی ہے کیا ان کو علم پر عبور حاصل ہے کیا وہ خوشحال ہیں۔ اگر یہ پانچ، چھ پیانوں پر یقین میں پوری اُترتی ہیں پھر ان کو ہم ترقی یافتہ اور خوشحال قوم کہہ سکتے ہیں۔ ان کو امیر اور ان کو دولت مند قوم کہا جا سکتا ہے۔ صرف پیسے کی بنیاد پر نہیں۔ پھر اسی طرح دنیا کے 177 ممالک میں یہ روپورٹ شائع ہوتی ہے، پھر اس روپورٹ میں صرف یہ نہیں ہے کہ جناب والا! یہ روپورٹ شائع ہوتی ہے اور اس میں جن جن ممالک میں جو ترقی کی ہوئی ہے یا پیچھے رہ گئی ہے آج بلوچستان آپ کے سامنے ہے کل رات یہاں دھا کہ ہوا، ہم اپنے نوجوان شہزادے ایمل کانسی کو لے لیں، شاہزادی کو لے لیں، یادہ جو نوجوان تھے ان کے گھروں میں آج کیا گزر رہی ہوگی، یعنی آج بدمنی یا امن و امان کی بگڑتی ہوئی صورتحال کے پیچھے کیا ہے یہ معاشری، معاشرتی مسائل ہیں یہی عدم مساوات ہے، یہی

بے انسانی ہے، جناب والا! آج ہوتا ب میں ایک معصوم بچے کیسا تھوڑا زیادتی ہوئی ہے لیکن اس کی آواز باہر نہیں پہنچ سکتی۔ جناب والا! آج آپ کی سرحدات پر بلوچستان کی سرحدات پر بارڈر رز پر اس وقت انسان، جانوروں کی سی زندگی گزار ہے ہیں گڑے کھٹے کھودتے ہیں کہ وہاں سے اگر دو چار فٹ سے پچاس فٹ سے سو فٹ سے پانی نکالنے کیلئے وہ جناب والا دو ممالک کی سرحدوں پر ہزاروں لوگوں کی زندگی وہاں مقید ہو کر رہ گئی ہے۔ ان کی وجہ سے جب آپ نے کاروبار ختم کر دیا ہے اور ہزاروں لوگوں کے چولہے یہاں بجھ گئے ہیں۔ پورے بلوچستان کی ساری معيشت اس پر رک گئی ہے۔ آپ کا اسی طرح ترقی کا عمل جمود کا شکار۔ پیر و زگاری بڑھ گئی ہے اس رپورٹ میں جو آٹھ سے دس سال پہلے جو چیزیں ہوئی ہیں۔ ان سب کو ایک ایک کر کے اس پرناپا تو لا گیا ہے۔ اب کیونکہ وقت کی کمی ہے روزے کامہینہ ہے شاید اس پر مفصل بات نہ ہو سکے کہ میں وہ فیکٹ و فیکر یہاں پیش کروں، کیونکہ اکثر جب ہم کہتے تھے کہ بلوچستان ترقی کے معیاد میں پیچھے رہ گیا ہے، کہتا ہے یہ جی شاء بلوج صاحب اپنے اعداد و شمار ڈھونڈ کے لے آتے ہیں اس میں سارے حقائق پر مبنی نہیں ہے لہذا مسترد کر دیا جاتا ہے۔ میں صرف آپ کی خاطر ایک دو صفحات پر تھوڑا سایہ آپ کیلئے پڑھ رہا ہوں، رپورٹ 2020ء پاکستان نیشنل ہیومن ڈولپمنٹ کی، اس میں آمدنی کے حوالے سے جو عدم مساوات میں اس نے دیا ہوا ہے جناب والا! اس رپورٹ میں کہتا ہے، یعنی آمدنی کے حوالے سے، بے انسانی عدم مساوات، پاکستان کے ہر صوبے میں ترقی کی سطح مختلف ہے جس میں پنجاب اور سندھ قومی معيشت میں اپنے اپنے حصے کے اعتبار سے غالب اور آگے نظر آتے ہیں۔ فی کس خام علاقائی پیداوار مساوائے بلوچستان کے تمام صوبوں میں بڑھی ہے۔ یعنی دس سے پندرہ سالوں میں یہ جناب والا اگر کوٹ کرنا چاہیے صفحہ نمبر نو ہے۔ نیشنل ہیومن ڈولپمنٹ رپورٹ جو، یوائین ڈی پی کی ہے۔ پھر اس کے بعد آتا ہے انسانی ترقی، یعنی انسان کی ہنر، علم، صحت اس کے حوالے سے جناب والا! اس پر انہوں نے جوابات کی ہے اس میں واضح طور پر دیا گیا ہے کہ صحت میں جو صحت کی رسائی کے حوالے سے بلوچستان افریقہ جیسے پسمندہ ممالک سے بھی پیچھے رہ گیا ہے۔ صوبوں کے اندر عدم مساوات، آج ہمارے چیف منسٹر صاحب نہیں ہیں، وزیر صحت ہے، پلانگ کمیشن کے دوست نہیں ہیں۔ یہ جو جوں میں ہمارا بجٹ آ رہا تھا میں چار ہاتھا کہ ان کی تھوڑی سی آنکھیں کھول دیں کہ صوبے کے اصل مسائل کیا ہیں۔ آپ اگر سو شل سائنسٹ ہیں آپ پلٹیکل ریپریٹریٹیو ہیں، آپ چیف ایگزیکیٹو ہیں آپ چیف پلانگ آفیسرز ہیں اس وقت صوبے کے، آپ کو یہ علم ہونا چاہیے کہ بلوچستان کن مشکلات سے گزر رہا ہے۔ اور ان مشکلات کا اگر آپ کو ادارک نہیں ہے اگر آپ کی آنکھیں آپ کا ذہن اتنی تیزی سے کام نہیں کر سکتا، دنیا کے بہترین دماغوں نے مل کر بلوچستان کی

بیماری کی تشخیص کی ہے۔ اب اس مرض کو انہوں نے ڈھونڈ لیا ہے اس کی تشخیص کی ہے اس کا علاج ہم نے کرنا ہے۔ لیکن بدقتی ہے میرے خیال میں اس علاج کیلئے شاید کسی کو یہ سمجھو ہی نہ آئے نہ کبھی اس طرح کی رپورٹ ان کی آنکھوں کے سامنے سے گزرے گی نہ یہ پڑھیں گے اگلا بجٹ بھی اسی طرح آیا گا۔ سینٹ، سریا، سڑکیں، بلڈنگ اور بلوچستان کی تعلیم، صحت، روزگار، سرحدیں یہ جوانز جی کے مسئلے پر بھی بات کر رہے تھے سردار یار محمد رند صاحب میں نے آج سے تین سال پہلے قرارداد منظور کروائی۔ یہ پرانش سمجھیک ہے آپ روئیں گے، چھینیں گے ساری زندگی کچھ نہیں ملے گا ساری زندگی آپ لوگ یہاں چھینتے رہیں، آپ آئیں کوئیں سمجھتے، قانون کوئیں سمجھتے، بلوچستان کی دولت کوئیں سمجھتے، بلوچستان کی بیماری کوئیں سمجھتے آپ اس کا علاج کرہی نہیں کر سکتے ہیں۔

بلوچستان یہ constitution کے اب آڑیکل جو ہمارا فیڈرل گھسلیویو لسٹ کا part-2 ہے اس کے تحت بھلی بنانے بھلی کی ترسیل، تقسیم یہ صوبے کی ذمہ داری ہے۔ اب ساری زندگی یہ صوبہ ستر سال تک خیرات خوری پر رہا۔ آپ بھلی خیرات پر مانگتے ہیں۔ گیس خیرات پر مانگتے ہیں۔ زکوٰۃ خیرات پر مانگتے ہیں آپ ملازمتیں خیرات پر مانگتے ہیں۔ آپ نے کبھی اس صوبے کے لوگوں نے اپنے آپ کو حاکم اور حاکم اعلیٰ تصور نہیں کیا۔ اس آئیں کے اندر قانونی طور پر دیا گیا ہے ہم نہیں کہتے آپ لاٹھی کے زور پر ڈنڈے کے زور پر ہڑتال کے زور پر لیں آپ جس دن اس قانون کو سمجھیں اور یہ رپورٹ جناب والا اسد عمر صاحب نے سائن کیا ہے یہ حکومت پاکستان کی تسلیم شدہ ہے اس کو بھی حکومت پاکستان کا ایک آفیش ڈاکومنٹ ہے اس میں جناب والا! بلوچستان کے حوالے سے کہتا ہے رقبے کے لحاظ سے پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ بلوچستان روای صدی کے آغاز پر فی کس آمدی میں سندھ کے بعد دوسرے نمبر پر تھا آج نہ صرف ملک کی آبادی میں اس کا حصہ سب سے کم ہے بلکہ ہون ڈولپمنٹ کے اشاروں پر بھی یہ سب سے نیچے آگیا ہے صفحہ نمبر 12 نیشنل ہومن ڈولپمنٹ رپورٹ پھر آگے چل کے کہتی ہے صحت کے حوالے سے میں مختصر کر کے پڑھتا ہوں یہ رپورٹ کہتی ہے یہاں عدم مساوات ملک میں سب سے زیادہ نمایاں صحت کی عدم مساوات قدرے کم نمایاں تاہم یہ بھی کوئی اچھی بات نہیں ہے کیونکہ یہ حقیقت کی عکاسی کرتا ہے کہ صوبے میں یعنی بلوچستان میں تقریباً ہر شخص کیلئے حفظان صحت تک رسائی مساوی حد تک ناقص ہے یعنی بلوچستان میں باقی صوبوں میں اُس نے رپورٹ میں کہا ہے کہ میں سے تیس فیصد پھر بھی ہسپتال میں کچھ اچھی صحت کی سہولت ملتی ہیں۔ اس میں لکھا ہے کہ بلوچستان کے سو فیصد آبادی کو صحت کی کوئی سہولت نہیں ملتی بلکہ ناقص سہولت دستیاب ہے۔ تو اس رپورٹ کی جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ آج اس قرارداد کے توسط سے اس کو ایوان کا حکومتی ہماری کارکردگی کا حصہ بنائیں جب آپ اس کو حصہ بنائیں گے ہم آپ کو

آنے والے کسی بھی سفارشات میں ہم اس کو شامل کر سکتے ہیں۔ آخر میں جناب والا! اس روپرٹ میں پانچ، چھ اور بھی عدم مساوات یا بے انصافیوں کے حوالے سے بات کی گئی ہے۔ اس میں child کا index ہے child کا index ہے UN development index کا development index ہے لیبر کا index ہے عورتوں کے حوالے سے عدم مساوات کا انڈکس ہے سب میں بلوچستان کی اتنی بد صورت منظر کشی کی گئی ہے کیمروں کے سامنے بتاتے ہوئے خدا کی قسم ہمیں شرم آتی ہے۔ اس حکومت کی ذمہ داری بنتی ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے معزز زار اکیں جو بیٹھے ہوئے ہیں وزراء صاحبان سلیمان اور باقی دوست بیٹھے ہوئے ہیں۔ ایک بات کم از کم آپ لوگ کا بینہ میں لے جائیں کہ اس آئینے کے through سے کم از کم آج کی اسمبلی کے روسے تین ہماری پی ایس ڈی پیز تو خراب ہو گئی ہیں۔ تاریخ کے حوالے سے بلوچستان کے سب سے فضولیات قسم کی پی ایس ڈی پیز جن میں 82% سوانعے سیمنٹ، سریا اور اینٹ کے کچھ نہیں تھا۔ service delivery بھی آج رو رہے ہیں ٹرانسفرمنٹیں ہیں، کوئی کہتا ہے کہ جی پانی نہیں ہے ہمارے نکلوں میں کوئی کہتا ہے جناب والا! صحبت کی سہولت نہیں ہے امن و امان کی صورت حال بگڑتی جاری ہے۔ لاکھوں کی تعداد میں نوجوان سرحدوں پر بھوک و افلاس کا شکار ہیں آپ کے پاس کوئی پالیسی نہیں ہے آنے والے جو بلوچستان کے سوارب روپے ہیں خدا کیلئے پھر اس کو دوبارہ ضائع نہ کریں۔ کم از کم سوارب روپے کی پی ایس ڈی پی بنانے جارہے ہیں جو بلوچستان کے امراض کی تشخیص ہوئی ہے چاہیے بیرونی گاری کے حوالے سے، تعلیم کے حوالے سے، صحت کے حوالے سے انفراسٹرکچر کے حوالے سے یعنی بجلی کی جزیش کے حوالے سے اپنی گیس کی کمپنی بنائے گیس کی production کے حوالے سے تو یہ چیزیں ہم کیوں نہیں کر سکتے یہ صوبہ کیوں اتنا بچھے رہ گیا ہے؟ کوئی آسمان سے آ کے اس صوبے کو اٹھایا گا ہمارا جو سوارب روپے کا جناب والا! پی ایس ڈی پی بننے والا ہے ابھی فیڈرل گورنمنٹ کی خواہشات پر ہم سڑک ڈالتے ہیں۔ ایک ڈسٹرکٹ میں 15 ارب روپے کی سڑکیں ڈالی گئی ہیں وہ بھی فیڈرل گورنمنٹ کے جوادارے ہیں وہ لوگ اپنی فائلیں اٹھا کر یہاں پی اینڈ ڈی میں پھر رہے ہوتے ہیں ہماری ایک ارب کی سڑک ڈالو، ہماری دوبار کی سڑک ڈالو یہ تو فیڈرل پی ایس ڈی پی میں آنے چاہیے تھے۔ جو بلوچستان کی پی ایس ڈی پی ہے جناب والا! آپ کے توسط سے اپنے صوبائی دوستوں تک پہنچانا چاہتا ہوں جو بلوچستان کی پی ایس ڈی پی ہوتی ہے پہلے اس کو سمجھنا چاہیے یہ ایک سوارب روپے تعلیم، صحت، ہنرمندی، امن و امان اور لوگوں کی خوشحالی کیلئے استعمال ہونے چاہئیں۔ یہ پیسے سیمنٹ اور سریے کا نہیں ہے۔ جس دن بلوچستان کی حکومت کو یہ بات سمجھا آئیگی اُس دن سے بلوچستان کا پیہے چل نکل پڑیگا۔ جھوٹ اور دونبڑ کے پچھلے دنوں جناب والا! آپ نے خود

دیکھا۔ میرے دوست آسکانی صاحب بیٹھے ہیں، ابھی بیٹھے ہوئے تھے چلے گئے۔ میں نے ان سے دس دفعہ کہا جناب والا! آپ کے فشریز ڈیپارٹمنٹ میں ڈیڑھ ارب کی ابھی کرپشن ہے آدھا فشریز ڈیپارٹمنٹ نیب میں ہے یا نہیں ہے ہم نے اُس وقت اس کو نشاندہی کی تھی کہ بھائی آپ غلط جہاں پی اے سی کی میٹنگ میں کروڑ روپے 16-2015ء میں فشریز ڈیپارٹمنٹ میں تمیں کروڑ روپے ماہی گیروں کے دستاؤں کے لئے۔ کہتا ہے کہ ماہی گیروں کو دستاً نے دینا ہے۔ اُس ماہی گیروں کو alive jacket کی ضرورت ہی نہیں ہے وہ پیدا ہی سمندر میں ہوتے ہیں۔ وہ چھٹنے غونتے مار کر اپنے آپ کو ساحل تک پہنچا کے زندہ رہ سکتا ہے اُس کو اگر سہولت چاہیے تو فشریز میں کچھ کو بھی چاہیے ان کو بھی ٹریننگ دینی چاہیے۔ اُس کے ٹرالروں سے نجات کے لئے چاہیے یہ تمام چیزیں ہم نے کیں۔ کہتے ہیں کہ صوبے میں دو تین سال سے اچھی گورننس ہے اچھی ہوتی تو چھارب روپے کے کیسر کرپشن کے ابھی اس وقت نیب میں چل نہیں رہے ہوتے۔ یہ کیسی اچھی گورننس ہے اسی طرح بہت سے ایریاز میں جناب والا! میں اپنے دوستوں کو ایک دفعہ پھر ہاتھ جوڑ کے کہ خدا کو مانیں کہ یہ بلوچستان کی دولت ہے۔ یہ ایک سوارب روپے کی جو پی ایس ڈی پی ایک ڈیڑھ مہینے بعد بنارہ ہے ہیں اس کو آپ نے آئیں، قانون دنیا کی جو بھی اچھی رپورٹ ہے اور خاص کر مشاورت سے بنائیں۔ نئے شہر بنائیں تھی آبادیاں بنائیں، نئے ہسپتال بنائیں۔ hospital revamp کو service delivery کریں۔ innovative ideas کو اس میں ensure کریں جو تھوڑا اس کے علاقے میں اس وقت بارڈروں پر اور سرحدات پر پڑے ہوئے ہیں بھوک و پیاس کے شکار دیکھیں جو روزے کے مہینے میں اس وقت بارڈروں پر اور سرحدات پر پڑے ہوئے ہیں بھوک و پیاس کے شکار ہیں پنجوں سے لیکر یہ میرے پاس لست ہے۔ جناب والا! اتنے بارڈروں پر ہزاروں کی تعداد میں ہیں۔ گوادر اور کچھ کے علاقے میں آپ کی کوئی کلدان، مندر، کپکار، آبدو ہی، جاگلی اور پروم ہے، اسی طرح ہمارے خاران کے واٹک کے علاقے کے سارے لوگوں کا روزگار اس حکومت کو بیٹھنا ہوگا۔ آنے والی جو اپنی ترجیحات ہیں ان کو بہتر بنانا ہو گا تاکہ یہ صوبہ ترقی میں دوسرے صوبوں کے برابر آئے۔ اور اس طرح کی رپورٹ جو چھپتی ہے گو کہ میں اس کی مشاورتی کو نسل کا ممبر تھا لیکن میں بلوچستان کے منہ اور پیشانی پر لگی کا لک نہیں دھوکتا جناب والا! میرے بس میں نہیں کہ میں کا لے کو سفید لکھوں۔ جو بلوچستان کا کا لک ہے وہ جناب والا! ان رپورٹوں میں پوری دنیا کے سامنے لکھا جاتا ہے اور آ جاتا ہے تو یہاں بلوچستان کے منہ کو بلوچستان کے عوام کی عزت نفس کو بلوچستان کے لوگوں کے کم از کم نام کو، بلوچستان کے نام کو یہ ورنی دنیا میں بہتر بنانے کیلئے ہمیں آنے والے بجٹ میں بہتر

حکمت عملی کی ضرورت ہے۔ اگر اس کو ہم adopt کریں گے تو جناب والا! آپ سے گزارش ہے کہ آپ ایک رولنگ دے دیں کہ قرارداد منظور بھی کریں، اور یہ جو UN کی National human Development report میں نے بات کی ہے ہمارے اصلاح میں PSDP میرے پاس ہے جناب والا! ہم سے حکومت کی دشمنی ہے شاء بلوج خراب آدمی ہے وہ یہاں سچ بات بولتا ہے لیکن خاران میں رہنے والے ایک لاکھ چھاس ہزار۔ دولاکھ انسانوں سے تو اس حکومت کی دشمنی نہیں ہے جناب والا! وہاں ایک پی ایس ڈی پی کی اسکیم ہے 1195 دو چار ڈیموں کی جناب والا! وہ اسی لئے شروع نہیں کی جا رہی ہے کہ وہ اپوزیشن کا حلقوہ ہے ہمارے دودو کروڑ روپے کے پی اچ ٹی کی اسکیم اسی لئے شروع نہیں کی جاتی کہ وہ اپوزیشن کا حلقوہ ہے۔ خدا کو ماں کل لوگ نہیں کہیں گے کہ جی شاء بلوج کا نام یہاں آئیگا۔ ان روپوں میں بلوچستان کی ترقی کا نام آئیگا۔ آج اگر آپ پانی کے حوالے سے بھلی کے حوالے سے شہری سہولتوں کے حوالے سے آپ ان علاقوں کو یکساں ترقی دینے گے تمیں آپ کی عزت ہے۔ آپ ان اپوزیشن کے لوگوں کے ہمارے عوام کو اس لئے عذاب میں ڈال رہے ہیں اسلئے انکو پانی سے بھل سے روزگار سے محروم رکھ رہے ہیں کہ ان کی نمائندگی ملک نصیر کر رہا ہے، نصر اللہ کر رہا ہے ملک سکندر کر رہا ہے یا ہمارے دوسرے دوست کر رہے ہیں تو جناب والا! آنے والا بجٹ اگر اصلاح کے منصافانہ طور پر نہیں ہوا جچلی دفعہ ہم ہائی کورٹ میں گئے اگر ضرورت پڑی ہم اپنے دوستوں سے صلاح و مشورہ کریں گے پتہ نہیں اور کوئی سعودی عربیہ میں کوئی اسلامی شرعی نظریاتی کورٹ میں چلا جائے پتہ نہیں ان ملکوں کی عدالتوں کی بھی بات نہیں مانتے۔ کوئی ایسی عدالت جس کی بات آپ مانتے۔ خدا کی بارگاہ میں ہم دعا کر سکتے ہیں۔ Thank you جناب اسپیکر! آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے ہماری بات سنی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: بات کرنا چاہتے ہیں آپ نہیں وہ بات کرنا چاہتے ہیں۔ جی. دیڑ صاحب۔

حاجی نور محمد ذمہ (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگز واسا): جناب اسپیکر! ہمارے معزز دوست اسمبلی میں ایک قرارداد لائے ہیں۔ اور یقیناً قرارداد پر میرے خیال میں ہر ایک اگر بات کریں تو اچھی قرارداد ہے اچھی اچھی باتیں ہوں گی۔ تو یہاں آنے والے PSDP کے حوالے سے میرے معزز رکن نے ایک تجویز بھی دی ہے کہ آنے والے PSDP میں بلوچستان کے مسائل اور عوام کی جو ضروریات ہیں ان کے مطابق ہی پیسے خرچ کیے جائیں یقیناً ایک اچھی تجویز ہے بلکہ میرے خیال میں بلوچستان کے پچھلے PSDP بھی اگر آپ اٹھا کر دیکھیں تو یہ بلوچستان کے عوام کے مسائل کے عین مطابق ہی یہ سارے پیسے رکھے گئے ہیں۔ اور یہ ایسے نہیں ہے کہ

صرف شناء صاحب یا کسی اور کو بلوچستان کے مسائل کا علم ہے۔ ہم سارے بلوچستان کے رہنے والے ہیں ہمارے اور شناء صاحب اور دیگر دوستوں کے اصلاح کے مسائل ایک جیسے ہیں ایک مسئلہ اگر زیارت میں ہے وہی مسئلہ خاران میں بھی ہے ایک مسئلہ اگر خاران میں ہے وہی مسئلہ ژوب میں بھی ہے تو ہم سب نے بیٹھ کر بلوچستان کے مسائل پر بحث بھی کی ہیں اور بلوچستان کے عوام کا جو چیدہ چیدہ مسئلہ تھا وہ زیر بحث لائے ہیں اور بلوچستان کی ڈولپمنٹ اور بلوچستان کی ترقی کے لیے ہم سب کی مشاورت سے، ایک PSDP جو بنی ہے نہ ایک بندے نے بنایا ہے نہ ایک بندے نے اپنی عقل شریک کی ہے۔ اس میں سب دوستوں نے بیٹھ کر بلوچستان کی ڈولپمنٹ کے لیے بلوچستان کے عوام کے مسائل کے مسائل کے لیے مشاورت سے PSDP بنتی ہے اور پہلے بھی اسی طرح کے بلوچستان کے عوام کے مسائل کے مطابق ہی پیسے رکھے گئے ہیں آنے والے وقت میں بھی اسی طرح ہوگا انشاء اللہ کہ یہ کسی کی خواہش پر نہیں ہوگی یہ کسی ایک فرد یا ذات کے لیے نہیں ہوگی PSDP یہ بلوچستان کے عوام کی PSDP ہے یہ بلوچستان کے عوام کے پیسے ہیں اور بلوچستان کے عوام کے مسئللوں پر ہی یہ پیسے خروج ہوں گے۔ اور جس طرح ہمارے دوست نے کہا ہمارے ساتھ ریکارڈ ہے یہ آپ اُٹھا کر دیکھ لیں۔ میرے خیال میں جتنا انصاف ہمارے اس دور میں ہمارے جام صاحب کی حکومت میں equality کی بنیاد پر جو پیسے رکھے گئے ہیں میرے خیال میں کسی دور میں نہیں ہوئے ہیں یہ ڈولپمنٹ صرف ایک ضلع میں نہیں ہو رہی ہے یہ ڈولپمنٹ ہر ضلع میں برابری کی بنیاد پر ہو رہی ہے میں کہتا ہوں کہ ہمارے ساتھ تو ابھی اعداد و شمار نہیں ہیں۔ تعلیم ہمارے بلوچستان کی ایک اہم ضرورت ہے۔ ہماری پچھلی پی ایس ڈی پی آپ دیکھ لیں اس میں تعلیم کے لیے کتنے پیسے رکھے گئے ہیں۔ ہر ڈسٹرکٹ کے لیے ایک گرینز کانٹر رکھا گیا ہے۔ ہر تحصیل کے لیے ایک ماؤں ریڈی ڈیشل اسکول رکھا گیا ہے اور اسی طرح ہیلٹھ کی بنیاد پر اگر آپ دیکھ لیں ہر علاقے میں BHU's RHC's اور DHQ's رکھے گئے ہیں۔ ہر علاقے میں اسی طرح پانی کے حوالے سے بھی اگر بلوچستان کے عوام کی اتنی کیوں کے لیے جدید مشین یاں رکھی گئی ہیں مطلب اسی طرح پانی کے حوالے سے بھی اگر بلوچستان کے عوام کی جس طرح ضروریات ہیں پانی کے حوالے سے بھی ہر ضلع کے لیے تقریباً برابری کی بنیاد پر پیسے رکھے گئے ہیں۔ ہمارے اپوزیشن کے دوستوں کی، بالکل ٹھیک کہتے ہیں شناء صاحب اپوزیشن کے ہیں خاران کے دوست اپوزیشن کے تو نہیں ہیں وہ بھی بلوچستانی ہیں ان کا بھی اسی طرح حق ہے۔ لیکن ان کے لیے پیسے رکھے گئے ہیں۔ پی ایس ڈی پی آپ اٹھا کر دیکھیں۔ پیشین کے جو بھی اپوزیشن کے حلقوں ہیں ان میں میرے خیال میں ہمارے حلقوں سے زیادہ وہاں ڈولپمنٹ ہوئی ہے۔ میں ایک واضح مثال دیتا ہوں ہمارے دوست جو بیٹھے ہوئے ہیں آئے دن

ہمارے ڈیپارٹمنٹوں کے کام پر جا کر وہاں آپ لوگ افتتاح کس چیز کی کرتے ہیں؟ یہی تو ہماری گورنمنٹ کا انصاف ہے۔ یہی تو ہماری گورنمنٹ نے ہر ڈسٹرکٹ میں برابری کی بنیاد پر پیسے تقسیم کیے ہیں۔ آپ لوگ جو افتتاح کرنے جاتے ہیں ہر وقت یہی نئی اسکیمیات ہیں۔ نئی اسکیمیات کا جوا فتح کرنے آپ لوگ جاتے ہیں تو انشاء اللہ نہ آنے والی پی ایس ڈی پی میں ہو گی نہ پہلے اس طرح پی ایس ڈی پی میں ہوا بے انصافی ہوئی ہے بلوچستان کے عوام ہمارے عوام ہیں ان کی ضروریات ہمیں معلوم ہیں ہمارے سی ایم صاحب اور ہماری cabinet دن رات ایک کر کے بلوچستان کے عوام کے مسائل ہمیں بخوبی معلوم بھی ہیں اور معلوم کرتے رہتے ہیں اور انکے مطابق ہم پیسے پی ایس ڈی پی میں allocate کرتے ہیں۔ مہربانی سر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ جی زیرے صاحب! مختصر بات کریں دو منٹ تاکہ آگے پھر۔ جی عبد الواحد صدیقی صاحب آپ شروع کریں۔

جناب عبد الواحد صدیقی: جناب اسپیکر صاحب! میں آپ کے توسط سے نور محمد دمڑ صاحب جو ہماری صوبائی حکومت کی ترجیحی کر رہے ہیں ان کی خدمت میں میں گزارش کروں گا کہ یہ پی ایس ڈی پی، جس پی ایس ڈی پی کا آپ کہہ رہے ہیں تمام اضلاع کے تمام حلقوں کے مساوی ہم نے فنڈر کے ہیں تو کم از کم ہمیں یہ بتادیں کہ ضلع پیشین جہاں سے جمیعت علماء اسلام کے تین اراکین منتخب ہوئے ہیں اور ضلع پیشین کی آبادی 8 لاکھ کے لگ بھگ ہے تربت جو 9 لاکھ کی آبادی ہے ٹوب جو 3 لاکھ کی آبادی ہے وہاں ان لوگوں نے 19 ارب روپے ہیں۔ جس پی ایس ڈی پی میں صرف مٹھا خان بھائی یہ فرمائے ہیں کہ ہم نے 25 کروڑ روپے صرف بجلی کی مد میں رکھے ہیں۔ پورے پیشین میں تینوں حلقوں کو آپ دیکھیں تمام اسکیمیات جو اس نے اپنے ہی بندوں کے توسط سے اس پی ایس ڈی پی کا حصہ بنایا ہے۔ ان سب میں 1 ارب 20 کروڑ روپے کے لگ بھگ ہیں۔ پیشین والوں کے یہ مردی بات کی ہے کہ اس نے BAP پارٹی پر اعتماد نہیں کیا ہے اور یہاں ہمارے دوست یہ فرمائے ہیں کہ ہم لوگوں نے پورے بلوچستان میں تمام حلقوں کو equal treatment کر رکھا ہے۔ میں یہ بات پوچھنے میں حق بجانب ہوں کہ ضلع پیشین کو کیوں پیچھے رکھا گیا ہے؟ وہ فرمائے ہیں زیارت، سنجاوی، ہرنائی، جس کی کل آبادی ڈھائی لاکھ کے برابری بنتی ہے۔ ان کی پی ایس ڈی پی کا آپ جا کر پہنچ کر لیں کہ کتنے پیسے رکھے ہیں؟ اور پیشین کے لیے کیا رکھا ہے؟ میں نے تو آج تک نہیں دیکھا ہے کہ کسی تحصیل میں آپ ریزیڈیشن اسکول آپ ہمیں دکھادیں۔ کوئی پورے پیشین میں نئی ڈسپنسری دکھادیں پورے پیشین میں کوئی اسکول بتادیں کہ یہ اسکول ہم نے وہاں بنارکھا ہے

کوئی پرانے اسکول بتا دیں کہ ہم نے وہاں بنا رکھے ہیں صرف باتوں سے نہیں بنتے پی ایس ڈی پی سب کے سامنے ہے کم از کم حقائق کو منظر کھر کر بات کی جائے۔ ضلع پشاور کا جو حق مارا گیا ہے۔ ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ پشاور کا کوئی پنجاب سے نہیں آئے ہیں۔ سندھ سے نہیں آئے ہیں۔ نہ افغانستان سے آئے ہیں۔ پشاور کا پاکستان کا ہی حصہ ہے ہمارے دوست یہ فرمائے ہیں کیا پشاور کے لوگ پشتون نہیں ہیں۔ کیا پشاور کے لوگ پاکستانی نہیں ہیں۔ جن کے ساتھ یہ ظلم اور یہ نارواسلوک رکھا گیا ہے۔ لہذا کم از کم اسمبلی کے فلور پر حقائق کو حقائق ہی بیان کیا جائے۔ ہمارے حلقوں میں نہ کہیں کہ وہاں پی ایس ڈی پی میں کیا ہوا۔ آپ کیا بول رہے ہیں اتنا ہی میں دکھا سکتا ہوں کہ پشاور والوں کے ساتھ کتنا ظلم ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکر یہ صدیقی صاحب جی جی بات کریں مختصر دو دو منٹ تک۔

جناب ملکصی شام لال: جناب اسپیکر صاحب! مجھے سائیں کی بات سے بالکل اعتراض ہے کہ جو پی ایس ڈی پی میں جو ماضی میں پی ایس ڈی پی بنی ہے اس میں بھی ہم لوگوں کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے کہیں بھی حقائق کی جو یہ بات کرتے ہیں یہ تو خالی ہمیں بتانے کے لیے ہوتی ہیں کہاں ہم لوگوں نے حقائق پر ہر ضلع کو مطلب فنڈ دیئے ہوئے ہیں۔ حقائق اپنے ہمیں تو سر! چھوٹی سی سمجھ۔ اس وقت سے چھلا رہا ہوں کہ سرچار، پانچ اسکیمیں جو ہم لوگوں کی تھیں مینارٹی کی وہ بھی ان لوگوں نے کاٹ دیئے ہمیں میری ذات کو کہ وہاں ایک روپیہ بھی نہیں دیا۔ اور یہ حقائق کی بات کرتے ہیں جو اقلیتی کے ساتھ یہ ظلم ہے کہ تو باقیوں کے ساتھ کیا ہو گا ان لوگوں نے ان کے جو سیکرٹری ہیں اپنی مینارٹی کے ان لوگوں نے اپنے لوگوں میں پانچ، پانچ لاکھ روپے کے کیش چیک بانٹتے ہیں یہ کہہ رہا ہے کہ وہاں ہم لوگوں کو مساوی دے رہے ہیں۔ میری اسکیمیں جو تھیں وہ ان لوگوں نے کہا کہ بھائی یہ جو تو ہیں عدالت کے زمرے میں آتی ہیں جبکہ ایسی 29 اسکیمیں ہیں جو ہماری minorities کی تھیں تو وہ نہیں آ رہی تھیں یہ سراسر زیادتی ہے۔ ہم کہاں سے، ابھی ہم لوگوں نے چیخنا ہی بند کر دیا۔ ہمیں یہ پتہ نہیں ہے کہ ہم اس اسمبلی میں آتے کس لیے ہیں۔ جہاں تک اقلیتی دو ہم مربرز ہیں کیا صرف BAP پارٹی کی minority کے بلوچستان میں لوگ رہتے ہیں اور کوئی نہیں رہتے ہیں؟ جمیعت کے نہیں رہتے ہیں بی این پی مینگل کے نہیں رہتے ہیں دوسری پارٹی کے لوگ نہیں رہتے ہیں ایک روپے کا کام نہیں کیا۔ نہ یہ فنڈ ز آتے ہیں۔ ان میں ہمیں نہیں پوچھا جاتا ہے۔ یہاں پنے لوگوں میں۔ آج بھی اس وقت بھی ہمارے تو صاحب چلیں گے مگر پھر بھی ان کے چیک وہاں تقسیم ہو رہے ہیں تو یہاں خورد برد ہیں جتنے جس طریقے سے نظام چل رہا ہے یہ تو خدا ہی حافظ ہے۔ بہر حال میں اس تو سط سے سر! مجھے جو فلور ملا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔

جناب مکھی شام لال: میں چھوٹی سی ایک request کروں گا کہ ہمارے سندھ میں آئے دن نوجوان لڑکیوں کو انوکیا جاتا ہے۔ اور ان کو زبردستی وہاں رکھنے کے بعد چار، چار، پانچ دن کے بعد پھر انکو کورٹ میں پیش کر کے بجائے ان لوگوں کو انے والے دین کے حوالے کرنے کے ان کوڈ اٹریکٹ وہاں 164 کا دفعہ کر کے انکا مذہب کو change کیا جاتا ہے۔ جو ہمارے ساتھ زیادتی ہے۔ ہمیں خود بھی پتہ نہیں پڑتا ہے کہ ہم لوگوں کے ساتھ یہ ظلم کیوں ہو رہا ہے؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: یہ کہاں ہو رہا ہے؟

جناب مکھی شام لال: سر! سندھ کی بات کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اچھا سندھ کی۔

جناب مکھی شام لال: کیونکہ minorities کیسا تھا ہو رہا ہے بلوچستان میں تو ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے جس پر ہم ہمیشہ پُرمیڈ ہیں بلوچستان کے لوگوں کے بھی مشکلور ہیں۔ مگر وہاں آئے دن کوئی ایسا دن نہیں ہے کبھی کہاں سے۔ وہ بھی خواتین اور نوجوان لڑکیوں کو اٹھا کر تو خدا کے لیے یہ عمران خان ہم لوگوں کیسا تھا کیا کر رہا ہے جس کے لیے بڑے بڑے دعوے تھے۔ اگر یہ اس طرح نہ ہو تو ہمیں یہاں سے ملک بدر کر دیں۔ جب ہمیں مذہبی آزادی نہیں ہے جب ہمیں جینے کا حق نہیں ہے۔ یہ مردوں کو نہیں اٹھاتے۔ ابھی روز روز لڑکیوں کو اٹھا کر آپ دیکھیں سر! آپ کے نالج میں ہو گا ہر دوسرے تیسرا دن اس طرح ہو رہا ہے۔ ہمارے ممبران سندھ اسمبلی یا مرکز والے مجھے تو خود بھی ان پر دکھ ہوتا ہے۔ اور کیا اس فلور پر میں بات کروں کہ بھئی ہمیں یہاں رہنے کا کیا حق ہے۔ ہم جب اقلیتوں کی نمائندگی نہیں کر سکتے تو ہمیں کیا وہاں بیٹھنے کا حق ہے جہاں ہم آکر اسمبلی میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ تو بہر حال میری گورنمنٹ سے اپیل ہے کہ خدارا! اس پر غور کریں یہ اقلیتوں کیسا تھا بہت زیادتی ہے۔ بڑی مہربانی جناب اسپیکر صاحب۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی زیرے صاحب۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! جو قرارداد ہاؤس کے سامنے ہے کہ پی ایس ڈی پی 22-2021ء نے والی پی ایس ڈی پی میں وسائل کی سماجی معاشی و معاشرتی پر خرچ کرنے کے حوالے سے جناب اسپیکر! دو تین سال کی یہاں پی ایس ڈی پی آپ اٹھا کر کے دیکھ لیں آپ ایک کمیشن بنائیں کہ وہ اسٹڈی کرے کہ یہ پی ایس ڈی پی اس کے اربوں روپے کس مد میں خرچ ہوئے۔ یہ منسٹر صاحب نے کہا کہ ہم نے یہ

ترقی کی ہے آپ مجھے سوائے سڑکوں کا جو صرف ان کو کیمپن مل رہا ہے۔ باقی یہ مجھے بتائیں کہ کہاں انہوں نے کوئی ایسا پروجیکٹ لایا ہے یہ کوئی دعویٰ نہیں کر سکتیں گے۔ جناب اسپیکر! میرے حلقة انتخاب میں جو حلقة پی بی 31 ہے۔ اُس میں جو بچھے دور حکومت کے جو پروجیکٹس ہیں جو بڑے بڑے پروجیکٹس ہم نے start کیئے تھے کالج کا اسکولوں کا ڈیزکر باقی چیزوں کا اس دور میں وہاں انہوں نے اپنی چیزوں کو پیسہ دیا ہے جو وہ صرف وہ کرپشن کر رہے ہیں لوٹ مار میں وہ مصروف ہیں باقی اس کے علاوہ کوئی وہاں ترقی نظر نہیں آ رہی ہے۔ مجھے بتایا جائے کہ اس دور میں انہوں نے کہاں کوئی میڈیکل یونیورسٹی بنائی۔ وہاں بولان میڈیکل یونیورسٹی تھی اُس کو ختم کیا اسکو کالج میں تبدیل کیا۔ ہمارے دور کا یہ ایگر یک پھر یونیورسٹی آپ دیکھ لیں اور اس کی عالیشان عمارت ابھی جو پاپیٹیکل تک پہنچا ہے یہ ہمارے دور کی ایگر یک پھر یونیورسٹی ہے جس کی عمارت آپ کے سامنے ہے۔ ان ڈھائی سال میں مجھے بتایا جائے کہ اس حکومت نے کیا کیا ہے سوائے کرپشن لوٹ مار پر سنتھ انہوں نے اس پر تجربہ حاصل کیا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ کا ٹائم پورا ہو گیا۔

جناب نصراللہ خان زیرے: پی ایس ڈی پی یہ کسی کی جا گیر نہیں ہوتی ہے یہ عوام کی ہوتی ہے اور عوام کے تمام حلقوں میں مناسب طور پر برابری کی بنیاد پر وہاں کی غربت پسمندگی اور دیگر تمام elements کو چیک کر کے یہ ایک آنے والی پی ایس ڈی پی میں اس کو وہاں اس کے لئے رقم رکھی جائے۔ یہ کام کیا ہے کہ میں جس حلقة کا ایمپی اے ہوں وہ پی بی 31 جو بائی پاس، سریاب، خلجی کالونی، بڑیچ آباد، بھوسہ منڈی، باقی جو علاقے ہیں وہاں کے عوام نے کیا قصور کیا ہے جناب اسپیکر! کہ ان کو آپ ترقی سے دور رکھیں اور ان کو آپ پسمندگی کی طرف دھکیل دیں۔ جناب اسپیکر! یہ جو فنڈر صاحب نے کہا یہ سراسر غلط بیانی پرمی ہے۔ یہ آنے والی پی ایس ڈی پی میں جس طرح انہوں نے، میں آپ کو بتانا ہوں کہ وہاں پی ایس ڈی پی کی کون کون سی اسکیمات آپ لوگوں نے وہاں اپنے آپ کو ذمہ دار رہاء سمجھتے ہیں۔ انہوں نے وعدہ کیا کہ اپوزیشن کے حلقوں میں یہ یہ ڈولپہمنٹ کے کام ہوں گے آج ان کی authorization بھی ہو رہی ہے۔ جناب اسپیکر! یہ پھر کیوں دعویٰ کرتے ہیں ہمارے حلقوں میں جو کام نہیں ہو رہے ہیں ان اپوزیشن کے حلقوں میں وہ اس حکومت کی وجہ سے نہیں ہو رہی ہیں۔ میں اپنے حلقة کے عوام کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ موجودہ حکومت دشمن حکومت ہے۔ یہ آپ کے خلاف کام کر رہی ہے۔ یہ پشتوں دشمن حکومت ہے۔ یہ بلوج دشمن حکومت ہے۔ اس حکومت نے جس طرح عوام کو بے یار و مددگار جو کیا ہے اسی طرح انہوں نے ڈولپہمنٹ کے سیکٹر میں آپ کے علاقوں کو اس حکومت نے محروم

رکھا ہے جس کے ذمہ دار موجودہ حکومت ہے۔ یہ عوام سُن لیں کہ آج کی اس پسمندگی کا ذمہ دار اپوزیشن کے حقوقوں کے عوام کو میں بتانا چاہتا ہوں کہ آپ کی پسمندگی کا ذمہ دار موجودہ حکومت ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ زیرے صاحب۔

جناب نصراللہ خان زیرے: اس کی کرپشن ہے اس کی لوٹ مار ہے یہ جوابدہ ہوں گے میں عوام کو اس لئے بتانا چاہتا ہوں کہ آئندہ کے لئے کم از کم ہم اپنی جان خلاصی کر سکیں۔ thank you جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی میں صاحب۔

جناب محمد بنین خان غنجی (پارلیمانی سیکرٹری): جناب اسپیکر! یہ روزے کا مہینہ اور اس میں ہمیشہ انسان پنج کی بات کرتا ہے یہ میں پہلی دفعہ دیکھ رہا ہوں کہ روزے میں بھی جھوٹ بولا جا رہا ہے۔ یقین کریں کہ ۔۔۔ (مداخلت) میری بات سنیں جناب اسپیکر صاحب! آپ رولنگ دے دیں آپ انٹرنیشنل کنسلنٹ بٹل آئیں کیا سریا ب روڈ پر نئی روڈ نہیں بن رہی ہے۔۔۔ (مداخلت) ابھی میں بولا نہیں ہوں ان کے پنج میں ابھی یہ خاموش رہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: زیرے صاحب! آپ خاموش رہیں یہ بات کمل کر لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری: جناب اسپیکر! کیا کوئی کے اندر روڑوں کی تغیر نہیں ہو رہی ہے کیا اسپورٹس کمپلیکس سریا ب روڈ کے اوپر ابھی نہیں بننے جا رہا ہے؟ آپ مجھے بتائیں کہ ان کی گورنمنٹ میں سولہ ارب روپے چن لے کے گئے کون سی یونیورسٹی بنی ہے؟ ساری اسکیموں کو چھوڑ دیا گیا ہے صرف اور صرف کرپشن ہوئی ہے۔ اسپیکر صاحب! آپ رولنگ دے دیں کوئی اسکیمیں ادھر کمپلیٹ ہوئی ہیں۔ انہوں نے، اس گورنمنٹ نے جتنے کوئی شہر کے اندر کی سولہ ارب روپے کی کوئی اسکیمیں ادھر کمپلیٹ ہوئی ہیں۔ انہوں نے، اس گورنمنٹ نے جتنے کوئی شہر کے اندر کام کیا ہے میرے خیال میں پچھلی گورنمنٹ میں ان کے چار بمبر ان ادھر تھے وہ کوئی کام نہیں کر سکے۔ آپ یقین کریں عید کے بعد آپ میرے ساتھ چلنا کہ سرکی روڈ چوڑا ہو رہا ہے۔ آپ کا پیل روڈ بڑا ہونے جا رہا ہے جو ٹینڈر زبھی ہو چکے ہیں آپ کے ایئر پورٹ روڈ کے اوپر کئے ہیں۔ ابھی ہم نے یہ ریلوے سے زمین لیکر کے ڈائریکٹ یہ جو ہمارا چرچ ہے اس کیلئے ریلوے کے سامنے زمین نکال رہے ہیں۔ اس کے اوپر کام چل رہے ہیں۔ کوئی شہر کے اندر ہر جگہ پر کام ہوا ہے یہ صرف اور صرف غلط بیانی کے اوپر کام کر رہے ہیں۔ پچھلی گورنمنٹ کے اندر جو صرف قبضے ہوئے ہیں اس شہر کے اندر آپ دکھائیں کہ اس اسمبلی کے اندر یہ سارے ہمارے جو گورنمنٹ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں کوئی بتائے کہ اگر پانچ روپے کا کسی نے قبضہ کیا ہو یا پانچ فٹ زمین

قبضہ کیا ہو۔ یہ کچھلی گورنمنٹ میں تالگہ اسٹینڈ، موٹر سائیکل اسٹینڈ، فلاں اسٹینڈ، باکھروم ہر چیز قبضہ ہوئی ہے۔ آپ ادھر فلور پر بتائیں۔ اس گورنمنٹ کا تو شکریہ ادا کریں کہ ہم لوگوں نے یہ میڈیکل یونیورسٹی کے لئے اُس دن یہ بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ میں میڈیکل یونیورسٹی یہ ادھر سرہ خلہ میں بننے جا رہی ہے، یہ ادھر بیٹھے ہوئے تھے اُس کے پیسے بھی ریلیز ہو گئے ہیں انشاء اللہ اُس کا کام بھی اشارت ہونے لگا ہے۔ اب یہ گمراہ کرنا لوگوں کو فیس بند کے لئے ویڈیو زبانانا ظلم ہے۔ شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: دمڑ صاحب! آپ نے بات کر لی ہے۔ پھر وہ جواب دیں گے کارروائی کافی لمبی رہ رہی ہے۔

وزیر یحکمہ پی انجی ای و واسا: اپوزیشن کے دوستوں سے یہ گزارش ہے کہ آپ لوگوں نے بلوچستان کا بیڑہ تو غرق کیا ہے۔ ابھی ہم نے بلوچستان کو کم سے کم ترقی کی راہ پر چلا�ا ہے چلا رہے ہیں۔ آپ کو خدا کا واسطہ ہے کہ بلوچستان کا جو بیڑہ غرق کیا گیا ہے ہمیں کم از کم کام کرنے دیں اور گلستان کے عوام کو۔ صرف میری یہ گزارش ہے کہ اپنے جو نمائندے ہیں ان کو ذرا سمجھائیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: بیٹھ کر کے بات کرنے کی اجازت نہیں ہے زیرے صاحب۔

وزیر یحکمہ پی انجی ای و واسا: جب ان کی اپنی personal interest نہیں ہوتی یہ پورے بلوچستان کی ترقی کو وہ جا کر کے کوڑت میں stay کرتے ہیں۔ تو یہ مہربانی کریں بلوچستان کے عوام سے میری گزارش ہے کہ اپنے اپنے نمائندوں کو سمجھاؤ جب ان کی اپنی interest نہیں ہوتا وہ پورے بلوچستان کو آگ میں جلا دیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ جناب اسپیکر۔ جی آغا صاحب۔

سید عزیز اللہ آغا: شکریہ جناب اسپیکر۔ انتہائی افسوس کے ساتھ اس فلور پر یہ بات کرنا چاہوں گا کہ حکومتی پیغمبر پر بیٹھے ہوئے حضرات جوزبان استعمال کر رہے ہیں وہ شاید اس فلور کے شایان شان نہیں۔ ایک طرف سردار یار محمد رند صاحب جو باتیں کہ رہے ہیں وہ حقیقت میں ان کے منہ پر طمانچہ ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یار محمد رند صاحب نے جن حقائق کو بیان کیا ہے انہوں نے جس بے بسی کا اظہار کیا ہے ان کو اعتماد ہے اس حکومت پر ان کو اعتماد ہے پیٹی آئی پر۔ ان کو اعتماد ہے عمران خان پر اور پی ڈی ایم کی قیادت قائد جمیعت مفکر اسلام حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب، ملی مشیر محمود خان اچنڈی صاحب وہ ملک کے طوں و عرض میں جو باتیں کر رہے ہیں یار محمد رند کی باتوں نے اُسے سچ ثابت کر دیا ہے۔ اگر آپ لوگ حقائق کا سامنا نہیں کر سکتے، اگر آپ لوگ حقائق کو

جھٹلانے کی کوشش کر یہ نگہ تو اس بات کو بھول جائیں قوم میں بیداری آچکی ہے، قوم بیدار ہو چکی ہے، قوم اپنا حق لے کر رہی گی۔ بلوچستان ایک پرمناندہ صوبہ ضرور ہے لیکن یہاں بہت باخیر لوگ رہتے ہیں باہمت لوگ رہتے ہیں۔ یہاں پر نصراللہ زیرے جیسے پارلیمنٹرین یہاں ملک سکندر خان صاحب جیسے سیاستدان یہاں پر شاء بلوج اور ملک نصیر احمد شاہواني جیسے لوگ رہتے ہیں۔ انشاء اللہ ہم آنے والی پی ایس ڈی پی میں آپ سے اپنا حق لیکر رہیں گے۔ دنیا کی کوئی طاقت آئندہ آنے والی پی ایس ڈی پی میں۔۔۔ (مداخلت) خلیجی صاحب آپ تسلی رکھیں۔ آپ کی حکومت مزید چلنے والی نہیں ہے۔ آپ کا پہیہ ہم جام کرچکے ہیں۔ ہم آپ کے حقوق کو عوام کے سامنے بے نقاب کرچکے ہیں آپ کے دن گئے جاچکے ہیں۔ اور انشاء اللہ ہو سکتا ہے کہ آنے والی پی ایس ڈی پی وہ ہمارے لئے ہی بنے انشاء اللہ۔ اسلامی حقوق کو برداشت کیجائے سردار صاحب آپ تشریف رکھیں، سردار صاحب آپ کو بیٹھنا پڑیگا آپ نہیں اٹھ سکتے ہیں انشاء اللہ جب تک یہاں جمہوری لوگ ہیں جب تک یہاں سیاسی لوگ ہیں، جب تک یہاں مولانا فضل الرحمن جیسے قائد موجود ہیں، جب تک یہاں مولانا عبدالواسع صاحب جیسا شیر بلوچستان موجود ہے، جب تک یہاں محمود خان اچکزئی جیسے لوگ موجود ہیں، اختر جان مینگل جیسے لوگ موجود ہیں دنیا کی کوئی طاقت ہم سے ہمارے حقوق نہیں چھین سکتی۔ بلوچستان کے ساتھ ہمارا جینا بھی ہے ہمارا منا بھی ہے بلوچستان ہمارا ہے، بلوچستان ہمارا تھا بلوچستان ہمارا ہے، بلوچستان ہمارا رہیگا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ آغا صاحب۔

سید عزیز اللہ آغا: لیکن ایک بات بتا دوں ہمارے جو نور محمد دو مر صاحب ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہاں برابری کی بنیاد پر فنڈر تقسیم ہوئے ہیں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں پیشین کا دورہ کیجئے گا۔ جیسا کہ صدقی صاحب نے فرمایا آئیے ہم آپ کو دکھاتے ہیں بلوچستان میں پیشین کی جو پرمناندگی ہے، یہاں جو بے بسی ہے یہاں جو بے چارگی ہے کل بھی پیشین بازار میں آتشزدگی کا جو واقعہ ہوا کس نے کیا؟ کیوں کیا؟ اُس کے پیچھے مجرمات کیا ہیں اُس کے پیچھے اسباب کیا ہیں، ذرا آپ ٹولیں ان چیزوں کو پھر آ کر کہیں کہ ہم نے برابری کی بنیاد پر فنڈر تقسیم کئے ہیں کوئی برابری نہیں ہے یہاں انصاف والوں کی حکومت میں بے انصافی کا دور دورہ ہے ہم مزید اس بے انصافی کو برداشت کرنے کیلئے تیار نہیں ہے۔ جناب اسپیکر

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ آغا صاحب آپ کا وقت پورا ہو گیا آغا صاحب۔ جی ملک نصیر احمد شاہواني صاحب۔

سید عزیز اللہ آغا: جناب اسپیکر! وہ وقت گزر چکا جب ہم لوگ خاموش رہ کر حالات کا تماشہ کرتے تھے۔ نہیں

اب ہم اٹھیں گے اسے بھی کے فلور پر بھی اٹھیں گے سڑکوں پر بھی آئندگی عید گزرنے دیں دماد مست قلندر ہو گا۔ اور انشاء اللہ عمران خان کے حکومت کے خاتمے تک ہماری جدوجہد جاری رہیں گے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی ملک نصیر شاہواني صاحب۔

ملک نصیر احمد شاہواني: شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ میرے خیال میں اگر ہمارے دوست کوئی بولنا چاہیں اگر بولتے ہیں ہمیں ایک دوسرے کو سننا چاہیے۔ کچھ دوست درمیان میں اٹھ بھی جاتے ہیں اُس کی وجہ سے وقت ضائع ہو جاتا ہے بولنے کیلئے تو وہ بندہ بھول جاتا ہے۔ ابھی جس طرح آغا صاحب کو بار بار روکا گیا لیکن اُس کی باتیں جاری رہیں جو رکاوٹ اُس میں ہوتی رہی میرے خیال میں رمضان کا مہینہ ہے ہم ان کو بھی موقع دینے گے جو اس موضوع پر بولتا رہے جس طرح سردار یار محمد ند نے حق اور سچ کی بات کی میرے خیال میں اگر ہر دوست اس طرح حق و سچ کی بات کرے بلوچستان ہمارا سب کا ہے یہ کسی ایک کا نہیں ہے جناب اسپیکر صاحب! بعض دفعہ ہمیں مشکلات پیش آتے ہیں ہماری کمزوریاں ہوتی ہیں۔ ہمیں کچھ مدد کی ضرورت ہوتی ہے تو ہم بحثیت اپوزیشن جس طرح اُس مسئلہ پر انہوں نے اظہار کیا کہ یہ جو بورڈ بنایا گیا ہے اس پر ہم سب کو اکٹھا ہونا چاہیے اور بہت سارے مسائل پر اگر حکومت چاہتی ہے اُنکو ہماری مدد کی ضرورت ہوتی ہے اس بلوچستان کے لئے اس خاک کیلئے تو ہم اُس موقع پر بھی اکلے انشاء اللہ ساتھ ہوئے۔ لیکن اس وقت اس میں کوئی وہ نہیں ہے اگر اُس وقت اسے میں ہماری حکومت کے دوست ان نشتوں پر بیٹھے ہوئے ہیں اس میں کوئی بڑا وقت نہیں لگتا جس طرح میرے دوست نے کہا تبدیلی کسی بھی وقت آسکتی ہے۔ آج اُس سینچ پر بیٹھے ہوئے دوست کل یہاں بھی آپ کو نظر آئیں گے اور یہاں والے دوست اکثر وہاں بھی نظر آتے تھے۔ یہ سلسہ ایک جمہوری عمل ہے یہ ہوتا رہتا ہے لیکن جس طرح میرے دوستوں نے اس نا انصافی کی بات کی، پرانی پی ایس ڈی پی کی بات کی اور خاص کر شناہ بلوچ نے جو باتیں سامنے لائیں ہیں کہ جو قوامِ متحده کی ذیلی شاخ ہے وہ UNDP کی رپورٹ ہے انہوں نے سامنے لائی۔ توجود بیان کی رپورٹ ہے جناب اسپیکر! وہی حقیقت ہوتی ہے کہ اس صوبے میں کیا ہو رہا ہے، یہاں پر اس سینچ پر اٹھ کر جو ہیں اپنی اچھی باتیں کرنا اپنی صفت میں باتیں کرنا میرے خیال میں یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے بلوچستان ہم سب کا ہے جناب اسپیکر صاحب! ہمارے جس طرح دوستوں نے کہا خصوصاً ہمارے اقلیت کے جو دوست ہیں چلا کر اُس نے بڑے غمزدہ انداز میں کہا کہ میرے جو سات کروڑ روپے جو مجھے دیئے گئے ہیں یعنی میرے کہنے پر میری تجویز پر جو وعدہ کیا گیا ہے ان سے اس حکومت میں بیٹھے ہوئے ہیں ہمارے وہ دوست جو بڑے اعتماد کے ساتھ انہوں نے اس بات کا یقین دلایا یہ باتیں جناب اسپیکر صاحب! ہماری بلوچی

بھی روایات ہیں ہمارے صوبے کے بھی روایات ہیں کہ جو وعدہ ہم کرتے ہیں کم از کم وہ وعدہ تو وفا ہو، میرے حلقة میں جو 13 کروڑ روپے کا وعدہ کیا گیا تھامیں نے بجٹ کے دن بھی اُس کو لہرا کر کہا جناب اسپیکر صاحب یہ جو تیرہ کروڑ روپے کا وعدہ جو مجھ سے کہا گیا میرے حلقة میں اس تین علاقوں میں اس 13 کروڑ روپے سے ایک پائی بھی خرچ نہیں ہو رہی ہے ابھی یہ مالی سال ختم ہونے کو جارہا ہے جناب اسپیکر! ہم نے اپنے علاقے میں جواب دینا ہے اپنے لوگوں کو جواب دینا ہے اب وہ بھی چاہتے ہیں کہ جس طرح صوبے کے باقی علاقوں میں ترقی ہو رہی ہے اسی طرح ہمارے علاقوں میں بھی ترقی ہونی چاہیے تو کیوں؟ ایک علاقے کی ترقی کو روک کر دوسرے علاقوں پر اربوں روپے خرچ کیتے جاتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اس شہر کے اندر میں اکثر مثال دیتا ہوں اور مجھ سے پھر عبدالحالق ہزارہ ناراض ہوتے ہیں کہ آپ میرے علاقے کی مری آباد کی مثال کیوں دیتے ہیں۔ جناب اسپیکر! وہ خود اس فلور پر اٹھ کر کہتا ہے کہ میرے حلقة مری آباد میں سکول نہیں چاہیے یعنی آپ کو اندازہ ہو گا کہ وہ ایک چھوٹا سا ایریا ہے اس میں ابھی سکول کی گنجائش نہیں ہے، اُس میں ہسپتال کی ضرورت نہیں ہے وہ خود کہتا ہے وہ کہتا ہے کہ میرے علاقے میں روڈوں کی ضرورت نہیں ہے وہ خود کہتا ہے کہ ہمیں نہ سڑیٹ لائٹ کی ضرورت ہے اور نہ ہمیں نالی کی ضرورت ہے۔ اگر مجھے چاہیے تو میرے لوگوں کیلئے جمنازیم چاہیے، کھیل کے میدان چاہیے یہ چاہیے وہ چاہیے۔ لیکن میرے حلقة میں بد قسمتی یہ ہے کہ نہ پانی ہے نہ گیس ہے، نہ بجلی ہے، نہ روزگار ہے، نہ روڈ ہے میں کیوں نہ مانگو اس فلور پر اپنے عوام کیلئے یہ صوبہ کا بجٹ ہے یہ ہمارے ٹیکسٹر سے بنتا ہے یہ کسی کی ذاتی جاگیر نہیں ہے کہ کسی کے حیب سے نکلا ہوا رقم ہے وہ جس طرح چاہیے خرچ کریں وہ غلط خرچ کریں وہ صحیح خرچ کریں اس پر ہمیں کم از کم یہ آواز کل ایک ریکارڈ پر بھی آجائیگا کہ ہم نے اپنے علاقے کے اپنی عوام کے حق کیلئے اس فلور پر ضرور بولا ہے اور آج آپ کچھ دیں نہ دیں لیکن یہ فلور گواہ رہیگا یہ فلور ہمیشہ گواہ رہے گا کہ آپ نے بلوچستان سے نا انسانی کی ہے، آپ نے بلوچستان کے اُن حلقوں سے نا انسانی کی ہے اگر آج ایک طرف ہم مرکز سے گلہ کرتے ہیں کہ مرکز جو ہمارے وسائل ہیں ہمیں مرکز سے ملنے چاہیں جو دوسرا بڑا گلہ ہمارے اس حکومت میں بیٹھے ہوئے ہمارے اپنے لوگوں سے ہے کہ کم از کم اُنکا جو بجٹ بنتا ہے ایک وزیر خود اٹھ کر کہتا ہے کہ مجھے یہ نہیں چاہیے پھر بھی چونکہ اس کا بینہ کا حصہ ہے اور وزیر ہے اُس کے علاقوں میں اربوں روپے اس لئے دینے جاتے ہیں کہ اُس کا منہ بند ہو۔ کمیشن لیں وہ کرپشن کریں وہ نہ مانگیں بھی آپ نے اُسکو دینا ہے اور جس علاقے کو ضرورت ہوتی ہے جناب اسپیکر! وہاں لوگوں کو پانی کی ضرورت ہوتی ہے آپ کے مجھ سے اختلاف ضرور ہوں گے صحیح ہے میں اپوزیشن کا بندہ ضرور ہوں لیکن جناب اسپیکر صاحب میرے حلقة کی عوام نے کیا گناہ

کیا ہے کہ آج ان کو پانی نہیں مل رہا ہے دشت کے اندر گیارہ ٹیوب ویل لگے ہوئے ہیں یہ جناب وزیر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں جن دنوں میں میرے خیال میں یہ نئے نئے وزیر بننے تھے اُس نے خود ہاں پر ایک میٹنگ بلائی ہم لوگوں کو بلایا اور انہوں نے کہا کہ ہم اس دشت کو سریاب کیلئے پانی وہاں سے convert کریں گے لیکن آج دوڑھائی سال گزرنے کے باوجود وہ ٹیوب ویل آج تک قبضہ ہیں۔ ایسے پڑے ہوئے ہیں۔ اور وہ پانی آج تک سریاب کو نہیں پہنچ سکا۔ اس شہر کے اندر جناب اسپیکر صاحب ساڑھے تین سو ایسے ٹیوب ویل لگے ہوئے ہیں جن پر اربوں روپے خرچ ہوئے ہیں۔ آج اس صوبے میں ایک کوتو چھوڑ داس ضلع میں اس سڑی میں اس شہر کے اندر جس کو ہم دار الحکومت کو نہ کہتے ہیں جو بلوچستان کا کیپٹل ہے اُس میں بھی 80 فیصد لوگ یہ نیکر ما فیا کے رحم و کرم پر ہیں یہ نیکروں سے پانی پیتے ہیں۔ اور یہاں پر آپ کے تین سو ٹیوب ویلز جس کے لئے آپ ایک بھی فناشیں نہیں کر سکتے تو کیا ہم صرف اس وزارت کو اس لئے رکھیں کہ کسی کا دل خوش ہو اور وہ صرف اور صرف اُس کی تنخواہیں لیتے رہیں اور اُس کی گاڑی پر فلیگ لگا ہو اور وہ مراعات لیتے رہیں۔ اگر آپ لوگوں کو پانی اور بجلی نہیں دے سکتے اور روزگار نہیں دے سکتے اگر لوگوں کا گیس پر نہیں ہے تو میرے خیال میں آپ کو حکومت کرنے کوئی حق نہیں ہے جناب اسپیکر صاحب۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ملک صاحب! وقت کم ہے کارروائی آگے رہتی ہے۔

ملک نصیر احمد شاہوی: آخری دو تین الفاظ کے ساتھ میں یہ کہوں گا کہ آج بھی اس فلور پر آپ یہ admit کرنا چاہتے ہیں کہ اس دفعہ اگر پی ایس ڈی پی کو اگر اسی طرح غیر منصفانہ بنایا تو نہ صرف یہ اسمبلی احتجاج کا مرکز ہو گا بلکہ بلوچستان کے تمام طوں و عرض میں، بلوچستان نیشنل پارٹی کے، جمعیت العلماء اسلام کے، پشوختخوا میپ کے اور پی ڈی ایم کے لوگ تکمیل گے اور اس نا انصافی کے خلاف اُس حد تک جائیں گے جب تک اس حکومت کے اُس تابوت میں ہم اپنی آخری کیلیں ٹھونکیں گے۔ بہت ہماری جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی کھیتر ان صاحب۔ ذرا مختصر کر دیں۔

وزیر حکومت خوارک و بہبود آبادی: زیادہ سے زیادہ دس منٹ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: پانچ منٹ۔

وزیر حکومت خوارک و بہبود آبادی: جناب اسپیکر صاحب! ہماری اتنی کو رنج نہیں ہوتی ہے ان کی کو رنج پتہ نہیں کہاں کہاں سے ان کے اچھے دوست ہیں ایسے ایسے خوبصورت طریقے سے ان کی آجائی ہے۔ اب مسئلہ اصل میں کیا ہے۔ مسئلہ اصل میں یہ ہے کہ میرے جمیعت کے ساتھی۔ ہم کل ادھر تھے ناں جی۔ اور نصر اللہ خان کی

پارٹی ادھر تھی۔ نیشنل پارٹی ادھر تھی۔ اب یہ کہتے ہیں کہ کرپشن۔ آج ان کو کرپشن نظر آ رہی ہے۔ کل جو ہمارے حلقوں کے ساتھ انہوں نے جو حشر کیا میں اسکی چھوٹی سی تصویر آپ کو دکھاتا ہوں۔ 2013ء سے لیکر 2018ء تک میرے حلقة میں ایک ڈیم نہیں بنا۔ وہ ڈسٹرکٹ ہے ایک لاکھ بہتر ہزار اُس کی آبادی ہے۔ صرف ایک چھوٹی تحصیل و بندری تین سو ڈیز ردیے گئے ادھر۔ میں کمیشن کی بات نہیں کرتا کمیشن کی بھی ایک مثال ہے میرے پاس وہ بھی میں آپ کو بتاتا ہوں۔ کیا باقی بلوچستان کا حق مار کے نواز شریف کے ساتھی بن کے نیشنل پارٹی اور پشتو نخوا میں اور مسلم لیگ (ن) کیا باقی بلوچستان کا حق نہیں مارا انہوں نے۔ آپ یقین کریں جناب اپسیکر صاحب کوئئے سے واپس خدار کر کاچی۔ کراچی سے واپس کھر کوئئے تک آ جائیں اتنی پانچ لاکنیں ایک قلعہ عبداللہ میں دی گئیں۔ آج بھی آپ جا کے قلعہ عبداللہ چمن کی طرف آپ کا اگر جانا ہو تو آپ کو دنیا جہاں کی نیلی ٹینکیاں نظر آتی ہیں اور باقی لورالائی۔ قوم پرستی کی میں بات کرتا ہوں۔ لورالائی میں بھی پٹھان رہتے ہیں پشتوں رہتے ہیں آپ بھی پشتوں ہیں آپ کا علاقہ بھی آپ خود witness ہیں اس چیز کے کہ آپ کے علاقے کے ساتھ کیا ہوا۔ ایک ڈیپارٹمنٹ میں نام نہیں لوں گا میں کسی شخص کا نام نہیں لوں گا ڈیپارٹمنٹ کا نام نہیں لوں گا اُس کی چینٹ رکی ہوئی تھی۔ تو اسکے جو بڑے تھے انہوں نے کہا کہ جی جس کے پاس چارچ تھا کہ جی یہ مہربانی کر کے یہ رجسٹر چیک کر دیں۔ اُس نے کہا کہ مجھے کیا ملے گا۔ انہوں نے کہا کہ ایک پرسنٹ یا ڈیڑھ پرسنٹ جو ہوتا ہے ڈسٹرکٹ کا۔ اُس نے کہا کہ دماغ خراب ہے تمہارا دس پرسنٹ۔ دس ارب روپے کی چینٹ کی گئی۔ ریکارڈ پڑا ہے ریکارڈ موجود ہے ایک ارب روپے کیش اُس نے اٹھایا ہے بندے نے۔ یہ ایک ڈیپارٹمنٹ کی بات کر رہا ہوں۔ ایم ایس ڈی کے ساتھ جو حشر کیا گیا میں روزے کے ساتھ آپ کے ساتھ ذمہ داری باوضو کھڑا ہوں۔ کہ ایک لیڈر صاحب نے جو بہت قوم پرستی جو بلوچستان کے دعوے کرتا تھا تین ارب روپے کی purchases ہوئی۔ equipment and medicines کی۔ اُس نے کہا کہ پندرہ پرسنٹ تو ادھر کھوناں۔ باقی ڈسٹر جانے اور سیکرٹری جانے اور ڈی جی جانے۔ پینتا لیس کروڑ روپے ایک جگہ پران کے مرکزی لیڈر کو میرے سامنے وہ بندہ اٹیچی بھر کے لے گیا اُس کو چینٹ کی ہے۔ کرپشن یہ ہوتی ہے۔ میں اس وقت ذمہ داری سے بات کر رہا ہوں نہیں ہے کہ میں کسی پر allegation کر رہا ہوں۔ اور سب سے بڑا ہی قوم پرستی کے نعرے لگاتا تھا۔ جناب اپسیکر صاحب الحمد للہ اس وقت آپ جس طرف دیکھیں میں حلفاً کہتا ہوں یہ نہیں ہے کہ یہ میری حکومت ہے میں حلفاً کہتا ہوں آپ Custodian of the House کی کرسی پر بیٹھے ہیں آپ حلفاً کہیں کہ جتنی ترقی جتنے ترقیاتی فنڈ رہا اس دور میں حلقوں کو دیے گئے میرے حلقة کو آپ کے حلقة کو دوسرے

حقے کو کیا تاریخ میں کبھی ملے؟ آپ ہاں یاناں میں مجھے اسپیکر صاحب جواب دیں۔۔۔ (مداخلت)۔ سر میں آپ کے ساتھ اختلاف نہیں کر سکتا ہوں کیونکہ میں آپ لوگوں کا ساتھی تھا کل ادھر بیٹھا تھا جی سر میں گزارش کر رہا ہوں عرض ہے کہ اس وقت کوئی ڈیپارٹمنٹ ہے جس میں کام نہیں ہو رہا ہے آپ سپورٹس کولیں ایک ایک ارب روپے کے تمام 32 ڈسٹرکٹس کے سپورٹس کمپلیکس بن رہے ہیں کیا ہم نے کبھی اس میں discrimination کی ہے؟۔ نہیں ہم نے۔۔۔ (مداخلت) مولانا صاحب! مت چھیڑیں مجھے اللہ کا واسطہ پھر میں منہ پھٹ ہوں میری پرانی جماعت ہے میں نہیں بلونا چاہتا ہوں بس چھوڑ دیں نال۔ اسی لئے کہ شاید میں نہیں بات کرنا چاہتا۔ اور پھر سب سے بڑی بات ہماری یہ یہاں پر جو آپ کو نظر آ رہی ہے یہاں پر کوئی پشتون، کوئی بلوچ، کوئی پنجابی، کوئی براہوئی کوئی کھیتران کوئی سندھی نہیں ہے۔ ہم بلوچستانی ہیں ہم کو بلوچستانی ہونے پر فخر ہے اس کے بعد ہم پاکستانی ہیں ہمیں پاکستانی ہونے پر فخر ہے اس بزرگانی پر چشم کو ہم سیلوٹ کرتے ہیں ہماری پیچان ہے ہم نے کبھی یہ آپ کسی سے پوچھیں کبھی نہیں کہے گا ٹھیک ہے tribal system ہے۔ ہر ایک کا اپنا Tribe ہے سردار صاحب کا اپنا Tribe ہے کھوس صاحب کا اپنا ہے دمڑ صاحب کا اپنا ہے ضیاء صاحب کا اپنا ہے میرا اپنا ہے۔ لیکن ہم پاکستان کی بات کرتے ہیں۔ ہم نے کبھی پشتون، بلوچ، براہوئی، سندھی، سرائیکی یہ ملک سب کا ہے یہ صوبہ ہم سب کا ہے جتنے ادھر بیٹھے ہوئے اس صوبے پر حق رکھتے ہیں میں بھی اتنا ہی رکھتا ہوں میں بھی اسی مٹی سے پیدا ہوا ہوں اور یہی مٹی مجھے اپنی گود میں لے گی مجھے چھپائے گی تو کسی کو یہ فخر نہیں ہونا چاہیے وہ دعویٰ نہیں کریں کہ جی میں اس سرزی میں کا سب سے بڑا الکل ہوں اور اس کا پتہ نہیں کیا ہوں اور باقی یہ جو بیٹھے ہوئے ہیں یہ سب لوٹ مار کے لئے آئے ہیں شکرِ الحمد اللہ میں چیلنج سے کہتا ہوں میں چیلنج کرتا ہوں ایوان کو میرا چیف ڈسٹرکٹ بیٹھا ہوا ہے۔ ایک روپے کی اس کی کوئی کرپشن ثابت کرے۔ ایک سنگل پائی کی نہیں ہنسنے سے نہیں on ground کریں ایسے تو میں بھی کچھ بھی بول سکتا ہوں Allegation تو کس کے لیڈر پر نہیں لگتے۔ حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب پر نہیں لگے محمود خان پر نہیں لگے اختر میںگل پر نہیں لگے نواب رئیسانی پر نہیں لگے دیکھیں میں چیلنج کی بات کر رہا ہوں کہ یہ ثابت کریں ہمارے ڈسٹرکٹ صاحبان بیٹھے ہوئے ہیں میں احتساب کے لئے تیار ہوں میں کھڑا ہوں ذمہ داری سے کہتا ہوں میرا خیال ہے سردار یار محمد اس طریقے سے ہیں سلیم کھوسہ صاحب یہاں بیٹھے ہوئے سارے بیٹھے ہوئے ہم چیلنج سے کہہ رہے ہیں بات یہ ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکر یہ کھیتران صاحب۔

وزیر یحکمہ خوارک و بہبود آبادی: بس دو منٹ، دیکھیں ہم اس صوبے کے لیے خدمت کر رہے ہیں۔ ہماری

ٹانگیں نہ کھینچیں، مہربانی کر کے ہمیں خدمت کرنے دیں۔ دیکھیں یہ احتساب یہ عوام جو ہے نہ جیسے کہتے ہیں کہ ماں کے قدموں میں جنت ہوتی ہے، اسی طریقے سے عوام کے قدموں میں سیاست ہوتی ہے۔ عوام خود احتساب کرتے ہیں۔ کل یہ benches بھری ہوئی تھیں، ان قوم پرستوں سے۔ آج ایک اُن کا نفع گیا ہے، وہ بھی پتہ نہیں کس طریقے سے آگیا ہے۔ ہمیں پتہ نہیں ہے۔۔۔ (داخلت) نہیں آپ سُننے کا حوصلہ پیدا کریں۔ وہ دھماکے سریاب کے نہیں ہوتے تو پتہ نہیں ایوان میں شکر الحمد للہ۔ ایک کوتو totally wash down ہو گیا ہے۔ بالکل کل مقابلہ بھی ان کے ساتھ ہے آپ کا۔ انشاء اللہ ہو گا۔ انشاء اللہ 2023ء میں ہم اپنے احتساب کے لیے تیار ہیں، عوام ہمارا احتساب کرے گی، ہم عوامی لوگ ہیں، ہم اپنا احتساب ہر لحاظ سے، کوئی ادارہ کرنا چاہے، بسم اللہ۔ سب سے بڑا احتساب عوام ہے، عوام نے ان کا احتساب کر دیا، انہوں نے جتنی کرپشن کی تھی، انہوں نے جتنی قوم پرستی کو ہوا دی تھی، انہوں نے جو جو اقدام کیے تھے عوام نے اُس کا فیصلہ خود کر دیا۔ ہم بھی اُسی عدالت میں جائیں گے۔ یہ treasury benches میں بیٹھے ہوئے جو جو جس پارٹی سے تعلق رکھتا ہے، عوام ہمارا فیصلہ کرے گی۔ اگر عوام نے ہم کو واپس بھیج دیا تو ہم صحیح راستے پر چل رہے ہیں، ہم اس بلوچستان کی ترقی کی بات کر رہے ہیں اور اس ترقی کی راہ میں جو بھی روڑے ہیں اُس کو ہٹاتے ہوئے اتنے روڑے اور اتنے کاٹے انہوں نے بوئے ہیں اس راہ میں نہ جی کہ وہ صاف کرتے کرتے ہمارے ہاتھ چھل گئے ہیں۔ انشاء اللہ 2023ء میں ان کا بھی احتساب ہو گا ہمارا بھی ہو گا۔ ہم بلوچستان کی بات کرتے ہیں، ہم ایک حلقة کی بات کرتے ہیں، ہم بلوچستان کی بات کرتے ہیں، بلوچستان ہماری جان ہے، پاکستان ہماری جان ہے۔

Thank you very Much.

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی سردار نند صاحب۔

وزیر یونیورسٹی تعلیم: شکریہ اسپیکر صاحب، لانگو صاحب میں آپ کا بھی مشکور ہوں، کیونکہ ابھی اذان بھی ہونے والی ہے۔ بیٹھیں سردار صاحب سُن لیں۔ میرے خیال میں مجھے خود سمجھ نہیں آئی کہ یہ بجٹ پر تقریر ہو رہی ہے یا یہ جو کل والا incident ہے، اس پر تقریر ہو رہی ہے۔ میری تھوڑی سی آپ رہنمائی کریں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: یہ قرارداد پیش کی ہے جناب ثناء بلوج صاحب نے 2021-2022 PSDP سے متعلق کہ جتنے اضلاع ہیں بلوچستان میں اُن کو اگر صحیح تقسیم دی جائے۔ ماضی میں صحیح تقسیم نہیں دی گئی، اس حوالے سے قرارداد ہے۔

وزیر یونیورسٹی تعلیم: میرے خیال میں یہ جو کل والا واقعہ ہے یہ بہت بڑا واقعہ ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اُس کے لیے تو قرارداد ہے میرے خیال سے آگے۔

وزیر یحکمہ تعلیم: میں جلدی اس کا up wind کرتا ہوں کیونکہ میں اُس پر بھی بولنا چاہتا ہوں، میری یہ request ہے، میں کسی سے گلنہیں کر رہا ہوں مگر میری یہ درخواست ضرور ہے، جب ہم بولتے ہیں تھوڑا سا اپنا بھی گریبان ہم جھانک کر دیکھ لیا کریں کہ ہم نے کیا کیا اور اللہ کی مخلوق خلق خدا کل ہمیں کیا کہے گی، میں دوسرے کے بارے میں تو نہیں کہہ سکتا، میں بہت کمزور اور شائد اتنا کوئی بہت زیادہ ایماندار بھی نہیں ہوں۔ مگر اس ہاؤس کو گواہ بنا کر اور اس شام کو گواہ بنا کر یہ ضرور ہوں گا کہ جتنے دن میں ایجوکیشن منسٹر ہاں میرا اس ہاؤس سے صرف ایک مطالبه ہے کہ میرے خلاف ثبوت نہ لائیں، میرے خلاف الزام لائیں کہ سردار ندا آپ نے فلاں جگہ پر کر پیش کی ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں اپنے defend میں، اپنے کو تحفظ دینے کے لیے بات نہیں کروں گا۔ کر پیش چھپتی نہیں ہے۔ چھپانے سے نہیں چھپتی ہے۔ یہ بدبو ہے کہ جہاں سے آپ گزرتے ہیں لوگوں کو محسوس ہوتی ہے، لگتی ہے۔ لوگوں نے کیا کیا کچھ کیا، میں آپ کے سامنے victim کھڑا ہوں، پانچ سال میں کوئی جو MPA generally ایک MPA دیا گیا تھا، وہ ایک ارب ستائیں گھوٹا سا politician تھا، ایک سیاستدان تھا، ایک چھوٹے سے قبلیہ کا سردار تھا اور بلوچستان کا رہنے والا تھا، تھوڑا سا تو کم از کم اس august House کے اندر کسی ایک آدمی کا خییر تو جا گتا، اور وہ یہ کہتے کہ یار یہ ایک منتخب MPA ہے۔ اُس کی مجبوری ہے وہ نہیں آ سکتا کم سے کم اُس کا فنڈ تو ہم مل بانٹ کر تقسیم کر کے نہ کھائیں۔ پورے پانچ سال میرے حلقة کے فنڈ ز تقسیم کر کے یہاں ہمارے منسٹر نے کھائے۔ اور آج جب آپ بجٹ کی بات کر رہے ہیں۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ تقریروں سے اس ملک کی اس صوبے کا مقدر change نہیں ہو گا جب تک ہم عملی طور پر اس ملک کے ساتھ اس صوبے کے ساتھ اس دھرتی کے ساتھ ہم وفادار نہیں ہوں گے۔ یہ تقریر یہ ہر کوئی آ کر ما شاء اللہ ہند کہتا ہے نا کہ بھاشن دے کر آپ لوگ سارے چلے جاتے ہو، اُس کے بعد بھی کبھی آپ لوگوں نے سوچا ہے کہ آپ نے کیا کیا ہے بلوچستان کے لیے۔ آپ کی کیا خدمات ہیں، ہم بھی فرشتے نہیں ہیں۔ مگر کوشش کرتے ہیں کہ اللہ کو حاضر ناظر جان کر کہتے ہیں کہ اُس نے ہمیں اس دھرتی پر پیدا کیا، ہمیں عزت دی، ہمیں یہاں کے لوگوں نے عزت دی، ہمیں اس قابل بنایا کہ آج میں یہاں پر کھڑا ہوا ہوں اور آپ لوگ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں، اس ملک کا، اس دھرتی کا، اس سر زمین کا ہم پر قرض

ہے۔ کتنا ہم نے اُتارا ہے یہ بیٹھ کر ہمیں سوچنا چاہیے۔ جو کر پڑن ہوئی ہے، ریکوڈ ک آپ کے سامنے ہے۔ یہ پتہ نہیں کیوں گورنمنٹ، سو شل میڈیا یہ کیوں بند ہے، ان کا منہ کیوں بند ہے؟ کس طرح سے ریکوڈ کا agreement ہوا تھا، کس طرح یہ ریکوڈ کا Hague Star ہوٹلوں میں رہتے تھے اُس کا بل تو اٹھا کر دیکھیں کہ کتنے ارب روپے ہم نے اس کے defend میں خرچ کیے اور اس طرح کے lawyers hire کیا، جو میرے خیال میں وہاں کوئی دوچھوٹے دوکاندار ہوتے ہیں دوچھوٹی سے کمپنیاں ہوتی ہیں اُن کو بھی arbitration کے لیے hire نہیں کیا جاتا، اُن کو نامزد نہیں کیا جاتا۔ انشاء اللہ میں اس ہاؤس کے سامنے یہ وعدہ کرتا ہوں کہ میں بہت جلد supreme court گاوں کا کہ بھائی آپ کو تو عالمی عدالت نے سزا دے دی۔ آپ کو اُس نے اس کا ملزم ٹھہرا یا۔ اور جو کھربوں روپے بنتے ہیں آپ پر جرم انذاخ کیا۔ آپ لوگوں نے یہاں کس کو سزا دی، کس کو نامزد کیا؟ ہماری گورنمنٹس، ہماری حکومتیں۔ اتنی مردہ ہو چکی ہیں اُنکا ضمیر سوچ کا ہے۔ نیب جیسا ادارہ جسٹس صاحب میرے لئے بہت قابل عزت ہیں، بہت قابل احترام ہیں۔ جسٹس صاحب انہوں نے تو آپ کے آڑر زکواس طرح اٹھا کے پھینک دیا، روپی کے ٹوکری میں بھی کوئی اپنی چیزوں اتنا ہے تو ایک دفعہ دیکھتا ہے کہ یہ کاغذ میرے کام کا تو نہیں ہے۔ انہوں نے اس طرح آپ کے آڑر زکو بھی نہیں دیکھا۔ نیب سارے دنیا جہاں کو رگڑ رہا ہے مجھے لگتا ہے کہ نیب کے مامے چاچے یہاں بلوچستان میں ہیں اُن کا نونہال بلوچستان سے پیدا ہوا ہے وہ اپنے خاندان کو disturb نہیں کرنا چاہتے۔ میں آج اس August House کے through نیب کو کہتا ہوں کہ جتنا بلوچستان کو جن لوگوں نے لوٹا ہے اتنے مجرم ہیں۔ نیب آپ بھی اتنا ہی مجرم ہیں کہ مجرموں کا آپ ساتھ بھار ہے ہیں، مجرموں کو بے نقاب نہیں کر رہے ہیں۔ اُن کو سزا میں نہیں دے رہے ہیں اور آج پھر ہم بیٹھ کے یہاں سارے میں تو حیران ہوں کہ ہم تو یہ 62 یا 63 کے لوگ یہاں بیٹھے ہیں ہم سارے فرشتے ہیں تو ہم میں سے شیطان کون ہے۔ یہ 72 سال اس ملک کو لوٹنے والے کون ہیں کیوں نشاندہی نہیں ہوتی؟ کیوں ایک کمیشن نہیں بنتا؟ کیوں نہیں پوچھا جاتا؟ سب سے پہلے میں کہتا ہوں میں اتنی دفعہ مجرم پارلیمنٹ رہا ہوں سب سے پہلے مجھ سے اخساب شروع کیا جائے۔ میرے گریبان کو پکڑا جائے، مجھے جناح روڈ پر لا یا جائے اگر ایسے نہیں ہو گا تو ایک دوسرے کو ہم کا لیاں دیں گے دیکھیں ایک دوسرے کو برا بھلا کہہ کے یہاں سے چلے جائیں گے۔ point scoring کریں گے مگر ہو گا کسی کو بھی کچھ نہیں۔ وہ شیر بہادر کہتے ہیں

پہنچنے والیں فارسی میں مثال دیتے ہیں ماں کا دودھ سمجھ کر ہر کوئی پی کے اس صوبے کو لوٹ کے ہم لوگ چلتے ہیں کسی کا بھی احتساب نہیں ہوتا ہے تو میری آپ سے request ہے کہ آئیے ملیں بیٹھیں اور جس کا جو حق نہ تا ہے اُس کو دیں۔ یہ نہیں ہو کہ کوئی حلقہ بالکل نظر انداز ہواں لئے کہ وہ حزب اختلاف سے ہیں اسلئے سارے اٹھا کے یار محمد رند کے حلقے میں نہ دیئے جائیں کیوں کہ یار محمد رند آپ کی گورنمنٹ کا اتحادی ہے۔ ہاں priority ضرور دی جائے۔ یہ ضرور دیکھا جائے کہ اگر میرے حلقے میں ایک چیز کی ضرورت نہیں ہے تو سرے حلقے میں اُس کی ضرورت ہے پہلے اُس کو دیں پھر مجھے دیں (ڈیک بجائے گئے) مگر بلوچستان کیوں کہ کسی ایک شخص کا نہیں ہے یہ ہمارے باپ دادا کی جا گیریں نہیں ہیں ایم پی ایز، ایم این ایز آج میں یہاں ہوں کل میری جگہ کوئی اور تھا، اور آج میں اُس کی جگہ پر بیٹھا ہوں اور میں امید کرتا ہوں چیف ایگریکٹو ہیں ہمارے جام صاحب وہ ضرور اس چیز کو دیکھیں گے ابھی صحیح اور منظر بھی رکھیں گے ایسا نہ ہو کہ کل میں آج اس ہاؤس کے توسط سے میں جام صاحب سے request کروں گا۔ وزیر اعلیٰ صاحب سے request کروں گا کہ جام صاحب اب وقت آگیا ہے کہ آپ انتقالی اقدامات کریں۔ یہ چھوٹی چھوٹی اسکیموں سے بلوچستان کا پکھنچنے ہونا ہے، بلوچستان کے عوام کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا ہے، میں ایجوکیشن منسٹر ہوں سو فیصد میں اپنے حلقے کے سکونز نہیں کھولا سکا ہوں۔ سارا پکھڑ زور لگانے کے باوجود بھی۔ مہربانی کریں میگا پر ڈیکلش بنائیں، میگا اسکیمیں بنائیں میں یہ نہیں کہوں گا کہ اُن کو ضرورت نہیں ہے وہ کھڑہ ہیں ہمارے ہزارہ صاحب کھڑہ ہیں بیٹھے ہیں ہاں بالکل نہیں ہو گی اُن کو ضرورت کہ وہ روڈ بنائیں نالی بنائیں گلی بنائیں۔ مجھے یاد ہے ان کے ایڈیشنل چیف سیکرٹری ہوتے تھے ہم منتخب ایم این اے ہوتے تھے ہم کو پچاس لاکھ نہیں ملتے تھے اُن کے حلقے میں اُس وقت تین تین، چار چار ارب لگتے تھے اُنکو کیوں ضرورت ہے۔ مجھے ضرورت ہے کہ میرے حلقے میں نہیں ہیں مجھے جو ڈولپمنٹ کے فنڈز ملے ہیں پچھلے تین سال سے وہ ابھی تک مکمل نہیں ہوئے ہیں۔ میں جام صاحب سے request کروں گا جام صاحب آپ دیں جہاں آپ کا دل چاہیے آپ کو ایوان نے منتخب کیا ہے لیکن خداراء اگر آپ نے روڈ بنانی ہے تو ایسی روڈ زبانی میں جو ایک ضلع کو دوسرے ضلع سے ملائیں۔ ایسے روڈ ز آپ بنائیں کہ ایک سب ڈویژن کو دوسری سب ڈویژن سے ملائے یہ گلیاں نالیاں ان سے پکھنچنے بننا ہے۔ اگر آپ نے بنانا ہے تو ایسی district level پر ڈی ایچ کیو کو آپ اس طرح کا بنائیں کہ اُس کو کوئی نا آنا پڑے۔ جب میرے نصیر آباد اور جعفر آباد میں ایک سینڈنٹ ہوتا ہے وہاں سے وہ زخمی کو اٹھاتے ہیں یقین کریں 80% لوگ بولان کے اندر پہنچتے پہنچتے مر جاتے ہیں اگر اس درمیان میں ایک ہسپتال بنادیا جائے اور اُس کو first aid پہنچے تو میرے یہ پچے میرے بزرگ یہ راستوں میں

کیوں؟ لاوارثوں کی طرح تڑپتے ہوئے جان اپنی دے دیں۔ سکول کیلئے میں آپ کو عرض کر رہا ہوں کہ انشاء اللہ و تعالیٰ ہم نے اس پر پوری درکنگ کی ہے۔ آپ کے 33 اضلاع ہیں۔ districts 33 کے اندر انشاء اللہ ہم ایک پروجیکٹ لیکے جا رہے ہیں اور مجھے یقین ہے 98% کے وہ ہو گا ہر ضلع کے اندر ہم ایک ہائی سینڈری ریز ڈیٹشل سکول بنارہے ہیں یا کیڈٹ کالج بنارہے ہیں تاکہ کوئی ضلع بلوچستان کا کوئی بچہ غریب کا بچہ محروم نہ رہے تعلیم سے۔ آپ کے سات ڈویژن ہیں ہم آٹھ گرگز کیڈٹ کالج بنارہے ہیں تاکہ ہماری بچیاں ہماری بھنیں تعلیم کے زیر سے محروم نہ رہیں کیوں کہ کسی کے پاس اتنی طاقت نہیں ہے کہ وہ اپنا گاؤں چھوڑیں علاقہ چھوڑیں اور یہاں آ کر گھر خریدیں اور یہاں آ کے اپنی بچیوں کو پڑھائیں اُس کو تعلیم کیلئے ہم اُس کے گھر کے اندر اُس کو کیڈٹ کالج دیں گے ہر ڈویژن کے اندر اور اسی طرح سے میں آج اس ہاؤس کے اندر ہاؤس میں naturally record ہوتا ہے۔ حتی الوضع میں نے کوشش کی ہے کہ کسی علاقے کو میں نظر انداز نہ کروں۔ میرے علاقوں کو نظر انداز کیا گیا۔ میرے ساتھ نا انسانی کی گئی مگر میں نے کوشش کی ہے کہ کل جب بجٹ پیش ہو جی الوضع کہ کسی کو یہ شکایت نہیں ہو کہ سردار رند نے اپنے علاقے میں کام کیا میرے علاقے کو ignore کر دیا۔ تربت میں اُس نے کام کیا ہر نائی میں اُس نے نہیں کیا۔ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ بلوچستان کے ہر فرد ہر گھر ہر بچے اور ہر بچی کو تعلیم کی سہولت سے اُس کو مستفید کریں تو میری جام صاحب سے ہو گی کہ خداراء یہ چھوٹے چھوٹے پروجیکٹس نہ بنائیں اس پی المیں ڈی پی میں میگا پروجیکٹس بنائیں جہاں سے ہمارے بلوچستان کے لوگوں کی بلوچستان کے یہاں کی عوام کی ضرورتیں پوری ہوں۔ یہ جو ہم بناتے ہیں چھوٹی چھوٹی اسکیمیں میں یقین آپ کو دلاتا ہوں کہ یہ صرف دفتروں کو چلانے کیلئے اور کمیشن کو پورا کرنے کیلئے ہوتے ہیں (ڈیک بجائے گئے)۔ میں ہاؤس سے بھی request کروں گا کہ آپ میری اس تجویز support کریں کہ اس دفعہ بلوچستان میں جو PSDP بنائی جائے وہ میگا پروجیکٹس ہوں، بڑے پروجیکٹس ہوں ہر ضلع میں دو، چار اچھے اچھے پروجیکٹس ہوں بجائے ہم چھوٹی چھوٹی چیزوں پر اپنا پیسہ وقت ضائع کریں ایک ہے۔ دوسرا بھی میرے خیال میں اس واقع پر بعد میں discussion ہو گی۔ تو جن دوستوں نے بات کی ہے میں ان کا شکر گزار ہوں میرے چند الفاظ تھے جو آپ کی خدمت میں عرض کرنے تھے۔ بہت بہت شکر یہ اسپیکر صاحب آپ کا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکر یہ سردار رند صاحب۔ جی لانگو صاحب۔

میرا خنزیر حسین لانگو: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ بہت شکر یہ جناب اسپیکر سردار صاحب نے تو بہت جامع اس پر

روشنی ڈالی، میں کوشش کروں گا کہ بہت ہی مختصر چند الفاظ میں یا چند لائنوں میں بات کو اپنی سمیٹ لوں۔ جناب والا اس قرارداد کی متن کو اگر ہم پڑھ لیں تو اس میں UNDP کی ایک report جو اقوام متحده کا ایک ذیلی ادارہ ہے اُس کی ایک report شائع ہوئی ہے جس میں بلوچستان کے حوالے سے، بلوچستان کی حکومت اور governance کے حوالے سے کچھ چیزیں اُس میں بیان کی گئی تھیں۔ اُس کے حوالے سے ہمارے ایک صاحب نے قرارداد لائی ہے۔ اور اُس پر ہم نے بحث کا آغاز کر دیا ہے۔ تو جناب والا بدستمی سے UNDP کی اُس report کو اس قرارداد کو اس اسمبلی میں لانے اور اس پر بحث کا ایک آغاز کرنے کی ہمارے ساتھیوں کی جو نیت یا ان کی جو کوششیں یا کاوشیں تھیں ان کو غلط انداز سے ہمارے ساتھیوں نے لیا یا ان کو سمجھنیں آیا کہ یہ قرارداد جو ہمارا ساتھی لے کر آیا ہے اُس کی وجہ کیا ہے۔ جناب والا یہ قرارداد basically ہمارے دوستوں نے جو UNDP کی report کے حوالے سے لائی تھی یہ اصلاح احوال کے حوالے سے تھا۔ یہ اس لئے نہیں تھا کہ ہم بیٹھ کے یہاں پر اُن پر الزامات لگائیں یا وہ ہاں سے اٹھ کے جو پرانے حکومتوں پر ملبا تھوپنے رہے۔ جناب والا انہی روپوں کی وجہ سے آج UNDP جیسا ادارہ جو اقوام متحده کا ایک ذیلی ادارہ ہے۔ آج وہ بلوچستان کے حوالے سے جو reports شائع کر رہا ہے یہ ہمارے ان روپوں کی عکاسی کرتی ہے۔ کوئی بھی issue جب اُنھا ہے یا کوئی بھی اعتراض جب کسی بھی sector پر کسی بھی شخص پر یا کسی بھی حکومت پر ہوتا ہے تو بجائے ہم اُس پر اپنی اصلاح کرنے کے ہم ایک دوسرے کے گریبان چاک کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اب جناب والا جیسے دمڑ صاحب نے کچھ چیزوں کا ذکر کیا، سردار عبدالرحمن صاحب نے بہت ساری باتیں اس میں کیں۔ اس میں قطعاً ہماری یہ کوشش نہیں تھی۔ اب میں آپ کو ایک چھوٹی سی مثال دوں جناب والا اس میں اقوام متحده کے جو ذیلی ادارے ہیں یا Amnesty International ہے یا باقی جو ادارے ہیں یہ لکھیں گے ہمارے بارے میں اور یہ future میں بھی لکھتے رہیں گے۔ اب ان کو ان reports کو ٹھیک کرنا ہماری ذمہ داری بنتی ہے ہماری اپوزیشن کی بھی اور ہاں سے treasury benches سے میں ایک چھوٹی سی مثال دوں میں کسی پر criticize نہیں کر رہا میں صرف ایک چھوٹی سی مثال دے رہا ہوں کہ اگر یہ چھ مہینے پہلے یہ معاملہ حل ہو جاتا بلکہ ڈھائی سال پہلے سے یہ مسئلہ شروع ہے۔ اب ڈھائی سال پہلے اسی floor of the House میں یہاں پر قائد ایوان کی طرف سے نسٹر فائز کی طرف سے اسمبلی کی کارروائی ریکارڈ پر ہے آپ اُس کو چیک کر لیں، ڈھائی سال پہلے یہ یہاں پر ہمیں یقین دہانی کروائی کی گئی تھی بلکہ commitment کیا گیا تھا کہ واسا کو جو اُس کے required پیسے ہیں وہ release کریں گے

تاکہ جو ٹیوب ویلز کوئٹہ شہر میں بند ہیں کوئی 300 کے قریب ٹیوب ویلز ہیں اور واسا کی جواں وقت مالی پوزیشن ہے جس کی وجہ سے وہ کوئٹہ کے شہریوں کو پانی کے سپلائی میں ناکام ہے۔ اس مالی مشکلات کو دور کریں گے۔ ڈھائی سال گزرنے کے باوجود وہ پیسے واسا کو release نہیں ہو سکے اور آج دن تک کوئٹہ کے شہری ٹینکر زماں فیا کے رحم و کرم پر ہیں۔ اب جناب والا ایک اسی واسا کے حوالے سے پھر میں ایک چھوٹی سی مثال دوں گا دمڑ صاحب بیٹھے ہیں ان کے منستر ہیں ذمہ دار ہیں 6 مہینے سے واسا پر جو یہ repairing اور ان کے جو یہ ٹینڈر زماں کا معاملہ ہے وہ 6 مہینے سے چل رہا ہے۔ کوئی تین چار مرتبہ وہ ٹینڈر ہوئے ہیں پھر cancel ہوئے ہیں پھر tender ہوئے ہیں پھر cancel ہوئے ہیں۔ اب جناب والا situation یہاں پر آ کے پہنچ گیا ہے کہ دو مہینے سے واسا کے ٹھیکیاروں نے ٹیوب ویلوں کی repairing بند کی ہے۔ کوئی 150 سے زیادہ جو ہمارے operational ٹیوب ویل تھے جن سے تھوڑا بہت کوئٹہ کے ایک percentage کو جو ہے ایک مخصوص علاقوں کو پانی مل رہا تھا ان ٹیوب ویلوں میں سے بھی 150 ٹیوب ویلز پچھلے دو مہینے سے بند ہیں۔ ہم جاتے ہیں واسا کے offices میں وہ کہتے ہیں کہ جی tender نہیں ہوا ہے اور پرانے ٹھیکیار نے کام بند کر دیا ہے۔ اور نیا ٹھیکیار کہتا ہے فنڈ ز نہیں ہیں۔ چھ مرتبہ tender cancel ہوئے ہیں یہ پچھلے process سے یہ six months چل رہا ہے۔ اب اس کو تیز کرنا۔ اگر یہ 6 مہینے پہلے speed تیز ہوتا وہ ٹھیکیار آج کام کر رہا ہوتا یہ 150 ٹیوب ویلز خراب نہیں ہوتے کسی ایمنسٹی کو یا کسی اختر حسین لانگوکو یہ موقع ہی نہیں ملتا کہ اس issue پر وہ بات کر سکیں۔ یہ کچھ چیزیں ہماری governance کی ہیں۔ یہ جو UNDP کی report بھی ہے اس کا basically دار و مدار و اس کا تعلق جو ہے وہ governance کے ساتھ ہے۔ ہم اپنی governance کو اگر تھوڑا بہت ٹھیک کر لیں تو یہ تمام چیزیں یا یہ جو reports لکھتے ہیں یہ reports ہمارے حق میں بھی آسکتے ہیں۔ ہم ابھی نظر اللذیریے کو پکڑیں کہ جی آپ کی گورنمنٹ میں یہ ہوا، میں سردار عبدالرحمن کو پکڑوں کہ جی آپ یہ کر رہے ہیں، وہ کہتا ہے کہ جی آپ نے تو وہ کیا تھا، بجائے اس کے کہ ہم ایک دوسرے کے گریانوں پر ہاتھ ڈال دیں اور ہم ایک دوسرے کی خامیاں یہاں پر گنواتے رہیں۔ اگر ہم ایک دوسرے کی خامیوں سے سیکھتے ہوئے اور اس طرح کی reports جو بنتی ہیں اس میں ہم اپنے گریبان میں دیکھیں جہاں جہاں بھی ہماری کمی کوتا ہی ہیں ہم ان کو دور کر لیں تو future میں شاید اس طرح reports ہمارے یا ہمارے صوبے کے خلاف کوئی لکھنے کا جواز بھی کسی کو میسر نہ ہو اور کسی کو یہ موقع بھی نہ ملے کہ وہ اس طرح کی reports ہمارے بارے میں لکھ سکیں۔ بہت شکریہ جناب اپسکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : شکریہ لانگو صاحب۔ اب میرے خیال سے وقت بھی کم رہ گیا۔ قرارداد نمبر 105 منظور کیا جائے؟۔ قرارداد نمبر 105 منظور ہوئی۔

اب آگے تین قراردادیں رہ رہی ہیں اور ایک تحریک التواء پر بحث ہے۔ یہ تین قراردادیں جو ہیں۔ آپ لوگوں کی رائے چاہیے زیرے صاحب۔ یہ 29 تاریخ کو بھی ہم یہ قراردادیں لاسکتے ہیں کیونکہ وہ بھی private day ہے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر چونکہ ہمارا اگلا دن پھر سرکاری day ہو گا۔ آپ rules relax کریں سرکاری ڈے پر جو ہے نہ آپ رکھیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : اُس میں کارروائی کافی زیادہ ہے مکمل نہیں ہو سکے گی۔

جناب نصراللہ خان زیرے: نہیں وہاں پر جو بل آرہا ہے اُس کو standing committee کے حوالے کریں گے باقی چیزیں تو نہیں ہیں۔ لہذا آپ rules relax کر کے قراردادیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: نہیں پھر 29 تاریخ کو لاتے ہیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: نہیں 29 تاریخ کو تو پھر اور بھی قراردادیں ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تو پھر اگر بھی آپ لوگ زیادہ بحث مباحثہ نہیں کریں گے تو میرے خیال میں آج ہم اس کو کوشش کر کے آدھے گھنٹے میں کر سکتے ہیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: بھی ہمیں آدھا گھنٹہ اور چلانا ہے۔

میر سعید احمد کھوسہ (وزیر حکومتہ مال): جناب اسپیکر قراردادوں کو آج نمائادیں تو بہتر ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: نہیں اُس میں نہیں ہو سکتا زیرے صاحب۔ ابھی اگر آپ لوگ قراردادوں پر بحث مباحثہ نہیں کریں گے زیادہ time نہیں لیں گے یہ 15 منٹ میں ہو جائیں گے۔

میر اختر حسین لانگو: جناب اسپیکر میرے خیال میں تحریک التواء میں ایک بہت بڑا واقع ہے اور بھی بہت ساری محرکات ہیں اُس پر سیر حاصل بحث کی ضرورت ہے۔ قراردادوں پر ہم زیادہ بحث نہیں کریں گے اُن کو آج نمائادیں تحریک التواء کی بحث کو next day کے لئے ملتوی کریں۔ کیوں کہ ابھی ہمارے پاس آدھا گھنٹہ رہتا ہے جناب والا یہ اتنا بڑا جو واقع ہوا ہے اس پر سیر حاصل بحث نہیں ہو سکے گی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تو پھر آپ لوگوں کی جو رائے ہیں جیسے آپ لوگ کہیں۔

میر اختر حسین لانگو: تو قراردادوں کو آج نمائاتے ہیں تحریک التواء کو آگے لے جاتے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تحریک الٹا کو جو ہے وہ monday والے دن بھی کر سکتے ہیں۔
جناب نصراللہ خان زیریے: جناب اسپیکر monday والے دن پھر پہلے کر لینا پھر last میں سب اُنھوں جاتے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آخر میں پھر adjust ہو جائے گا انشاء اللہ۔ جناب عبدالواحد صدیقی صاحب اپنی قرارداد نمبر 106 پیش کریں۔

جناب عبدالواحد صدیقی: ہر گاہ کسی پیک روٹ جو کوئی پیش فوجہ سیف اللہ اور ثوب کے اضلاع سے ہو تے ہوئے بوسٹان، نانا صاحب اور خانوzenی کی تحصیلوں سے گزرنے کی وجہ سے لوگوں کی زرعی اراضیات، مکانات اور دکانات کی ایک بڑی تعداد متاثر ہو رہی ہے اس سلسلے میں متاثرین کو اعتماد میں نہیں لیا جا رہا اور نہ ہی شاہراہوں کی نشاندہی نہیں مذکورہ روڈ کے نقشہ جات آؤزیں اور ریٹس وضع کیے گئے ہیں جس کی وجہ سے لوگوں / متاثرین میں شدید بے چینی اور تشویش پائی جاتی ہے۔

لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتی ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ کوئی، پیش فوجہ سیف اللہ اور ثوب کے اضلاع میں بالعموم، بوسٹان نانا صاحب اور خانوzenی تحصیلوں میں بالخصوص زرعی اراضیات مکانات اور دکانات کے مالکان / متاثرین کو اعتماد میں لینے کے ساتھ ساتھ شاہراہوں کی نشاندہی مذکورہ شاہراہ کے نقشہ جات آؤزیں کرنے اور ریٹس وضع کرنے کو یقینی بنائیں تاکہ متاثرین میں پائی جائیوالی تشویش اور بے چینی کا خاتمه ممکن ہو سکے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی عبدالواحد صدیقی صاحب! اسکی admissibility پر بات کریں۔
جناب عبدالواحد صدیقی: میں مختصرًا جناب اسپیکر صاحب مسئلہ ہے کہ ہمارے قوی شاہراہوں میں جہاں سے بھی ہو کر گزرتی ہیں۔ یہ لوگ اپنی مریضی سے شاہراہ تو گزار لیتے ہیں۔ لیکن وہاں کی زمین کی rate بھی بجائے اُس کے جو روپر بنائے ہوئے ہیں کہ متعلقہ ڈپٹی کمشنر، روپنیوڈی پارٹمنٹ اور محکمہ سی اینڈ ڈبلیو کے معافانت سے وہ rates مقرر کر دیں۔ تو ان لوگوں نے اس طرح ابھی تقریباً 3,4 کیسیز چل رہے ہیں۔ ہونا تو یہ چاہیے کہ وقت سے پہلے وہ roots سے روڈ کو لیکر جا رہے ہیں۔ اُس کے نقشہ جات ہر متعلقہ تحصیل headquarter پر آؤزیں کر دیں۔ ثوب سے لیکر اس راستے میں اس routes پر جتنے بھی ہمارے تحصیل گوادرنک آتے ہیں جتنے بھی اضلاع آتے ہیں تاکہ ہر کسی کو پہنچ ہو۔ کہ routes سی پیک کی کہاں سے ہو کر گزرتی ہے۔ اُس سے یہ پھر اچھا ہو گا کہ کم از کم ہر کسی کو اپنے اُس جائیداد کا بھی پتہ ہو گا۔ کہ ہمارے زرعی زمین

سے ہو کر گزرتی ہے ہمارے بخراز میں سے ہو کر گزرتی ہے ہمارے commercial area سے ہو کر گزرتی ہے۔ اس طرح میرے خیال پہلے سے جو route گزار کر لے گئے اس میں یہ ہے کہ جہاں commercial area ہیں اُس کو زرعی زمین کی قیمت لگادی ہے۔ جہاں زرعی زمین ہے اُس کی پھر بخراز میں کی قیمت لگادی ہے۔ تو برائے کرم آپ کی توسط سے حکومت سے سفارش ہے کہ کم از کم اس routes کی تمام ترقیاتی جات headquarter ہیں اصلاح میں اور تخصیل routes میں آؤزیں کر دیں۔ تاکہ ہر کوئی جا کے اُس کا ملاحظہ کر لیں اور اُس کے مطابق وہ جمع کر دیں اتنی گزراش ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکریہ صدیقی صاحب کوئی اور بات کرنا چاہے گا۔ اس قرارداد پر آیا قرارداد نمبر 106 منظور کی جائے؟۔ قرارداد 106 منظور ہوئی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جناب نصراللہ خان زیرے صاحب آپ اپنی قرارداد نمبر 107 پیش کریں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: thank you جناب اسپیکر صاحب قرارداد نمبر 107۔ ہرگاہ کہ مورخہ 10 اپریل 2021ء کو اسلام آباد میں لینڈ مافیا کے مسلح دہشت گردوں کی جانب سے ٹوپ کے شہری اور پشتو نخواہی عوامی پارٹی کے رکن میر ولیس خان مندوخیل کو بے دردی کے ساتھ شہید کیا گیا۔ جس کی بناء اسلام آباد میں مقیم بلوچستان سے تعلق رکھنے والے شہریوں میں سخت تشویش اور خوف وہر اس پایا جاتا ہے۔

الہندا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتی ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے۔ کہ وہ شہید میر ولیس خان مندوخیل کے قاتلوں اور اس کے قتل کے پیچھے محرکات اور FIR میں نامزد تمام ملزمات کو گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دی جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: قرارداد نمبر 107 پیش ہوئی۔ admissibility کی وضاحت فرمائیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: thank you جناب اسپیکر صاحب آپ کو معلوم ہے کہ ملک کی مجموعی صورت حال ہے امن امان کی پھر بلخوص ہمارے صوبے کی امن امان کی صورت حال نے ہمارے لوگوں کو اس بات پر مجبور کیا۔ کہ وہ ملک کے دیگر شہروں میں جا کر۔۔۔

(خاموشی۔ عصر کی اذان)

جناب نصراللہ خان زیرے: thank you جناب اسپیکر صاحب میں عرض کر رہا تھا کہ۔ ملک کی مجموعی جو امن امان کی صورت حال ہے بلخوص ہمارے صوبے کے ہمارے بہت سارے لوگ کراچی، لاہور پھر بلخوص اسلام آباد میں انہوں نے سکونت اختیار کی اس لئے کہ وہاں پر بچوں کی تعلیم کا بھی وہ سلسلہ جاری رکھتے ہیں۔ تو یہ

میرولیس خان مندوخیل یہ ہماری پارٹی کے رکن تھے ہماری پارٹی کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات سابق سنیٹر رضا محمد رضا صاحب کے بھتیجے تھے اور ہمارے صوبے کے ایک قابل افسر ایاز خان مندوخیل کے چھوٹے بھائی تھے میرولیس خان کی بھی اسلام آباد میں رہائش تھی انہوں نے وہاں پر ایک پلاٹ خریدا اور اُس پلاٹ پر وہاں اسلام آباد آپ کو پڑھتے ہے جناب ایک بہت لینڈ مافیا کا بہت موثر گروپ کام کر رہا ہے راجہ ناصر محمود نام ہے اُس کا وہ پہلے کئی مقدمات میں اور FIR میں نامزد بھی ہیں اُس نے کئی قتل بھی وہاں کئے ہیں۔ پھر ان کو support حاصل ہے وہاں موجودہ حکومتی پارٹی کے بڑے اہم لوگوں کی راجہ ناصر محمود کو support حاصل ہے اس راجہ ناصر محمود نے اس زمین پر بہت سارے پلاٹوں پر ناجائز دعویٰ کیا اس قبضہ مافیا نے۔ پھر میرولیس خان عدالت گئے عدالت میں اُن stay order کی cancel ہوا راجہ ناصر کا اُنہوں نے جا کر کے اپنے پلاٹ پر وہاں پر گیا کہ کم از کم میں اپنے پلاٹ کا charge لے سکوں۔ یہاں پر یا کوئی چار دیواری یا کوئی نشانات لگادوں۔ 10 اپریل کو وہ میرولیس خان جو شہید ہوا وہ اپنے دوسرے بھائی عجب خان کے ساتھ جاتا ہے 10 اپریل کو وہاں راجہ ناصر اُس کے دو تین بھائی اُن کا مسلح گروپ وہاں موجود ہوتا ہے۔ اُنہوں نے جا کر بجائے اس کے کاروں سے بات کریں اُن پر انہوں نے openly فائز کیا جس کی بناء میرولیس خان کے سر پر گولی لگی اور وہ شہید ہو گئے اور اُس کے بھائی بال بال نجگانے گئے۔ جناب اسپیکر صاحب اسلام آباد میں یہ مافیا کام کر رہا ہے۔ ہمارے بہت سارے لوگ ان لینڈ مافیا سے تنگ ہیں جس طرح ہمارے کوئی شہر میں لینڈ مافیا ہے اُس سے زیادہ موثر مافیا طاقتوں مافیا جس کو حکومت کی نمائندگان کی آپ کو پڑھتے ہے جناب اسپیکر بہت سارے نام لئے جا رہے ہیں۔ حلیم خان کا نام لیا جا رہا ہے علی زیدی کا نام لیا جا رہا ہے ان کا اس گروپ کو جو راجہ ناصر محمود کی سر کردگی میں ہے اس نے وہاں لوگوں کے مختلف پلاٹس پر مختلف زمینوں پر قبضہ کیا ہے۔ میرولیس خان کئی مرتبہ وہاں حکومت کے پاس پولیس کے پاس DCI کے پاس گیا کمشنز کے پاس گیا FIA کے پاس گیا۔ اُنہوں نے کوئی اس حوالے سے اُس کی شناوائی نہیں کی۔ حالانکہ جناب اسپیکر یہ میں آپ کو بتاتا چلوں۔ کہ اس حوالے سے حکومت کو ایک ایسی قانون سازی کرنی چاہئے کہ اس سے پہلے کہ بندہ کسی زمین کے معاملے پر بیچارہ شہید ہو جائے اُس سے پہلے ایسی قانون سازی ہونی چاہئے۔ تاکہ وہ اپنی زمین کا مالک بن سکے۔ تاکہ جو لوگ لینڈ مافیا کے ہیں قتل کرنے سے پہلے اُن کو جیل بھیجا جائے۔ اُن کے خلاف کارروائی ہو جائے اس قسم کی قانون سازی وفاق اسلام آباد میں بلخوص ہونی چاہئے اور یہاں حکومت سے میری request ہو گی۔ کہ وہ بھی یہ قانون سازی کریں۔ لہذا جناب اسپیکر آج ہماری عوام کو وہاں اسلام آباد میں مقیم تمام لوگوں کو بلخوص وہاں پشتون عوام کی جان و مال کو گھین

خطرات لاحق ہیں پھر یہ جو واقعہ ہوا 10 اپریل کو میر ولیس خان کو شہید کیا گیا راجہ ناصرنے میں آج کے اس قرارداد کے حوالے سے میں مطالبہ کرتا ہوں۔ کہ وہ اسلام آباد کی حکومت وہاں کی انتظامیہ اور خود وزیر اعظم اس بات کا نوٹس لیں۔ کہ وہ راجہ ناصر محمود کو جو پہلے ہی مختلف مقدمات میں اشتہاری ہیں آج بھی وہ اشتہاری ہیں ان کے بھائی بھی اشتہاری ہیں ان کو گرفتار کریں اُن کو قرار واقعی سزادیں اور میں آپ سے روئنگ چا ہوں گا جناب اسپیکر آپ son of the soil ہیں اور میر ولیس خان ژوب کا رہائش ہے۔ آپ سے میری گزارش ہو گی کہ آپ خود بھی وہاں رابطہ کریں۔ اسلام آباد کے کمشنز سے even کہ آپ وزیر اعظم کو اسمبلی کی جانب سے ایک letter لکھ دیں۔ کہ وہاں پشوں عوام کو تحفظ دیں اسلام آباد میں اور میر ولیس خان کے قاتلوں کو گرفتار کریں۔ جناب thank you اسپیکر صاحب۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکر یہ زیرے صاحب۔ جی یقیناً ایک بہت افسوسناک واقعہ تھا اس پر ہم سب کو دکھ ہے ہم ان کی فیملی کے ساتھ اس غم میں برابر کے شریک ہیں اپنی جانب سے میں پوری کوشش کروں گا۔ کمشنز اسلام آباد DC اسلام آباد سے میں سب سے رابطہ بھی کروں گا انشاء اللہ اور بھی جتنا ہم سے ہو سکے گا ہم جہاں بھی ظلم ہے ہم نہ مت کرتے ہیں اور اُس کے خلاف ہیں۔ آیا قرارداد نمبر 107 منظور کی جائے؟ قرارداد نمبر 107 منظور ہوئی
جناب ڈپٹی اسپیکر: میر عبدالی ریکی کی قرارداد ہے چونکہ وہ یہاں نہیں ہیں تو انکی قرارداد کو 29 اپریل تک مؤخر کیا جاتا ہے۔ نصر اللہ خان زیرے کی جانب سے تحریک التوانہ نمبر 2 بحث کے لئے جو آج منظور تھی اُس کو سوموار کے لئے مؤخر کیا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اب اسمبلی کا اجلاس بروز سوموار مورخ 26 اپریل 2021ء بوقت دوپہر 00:12 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 05:00 بجے 40 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

